لاعلمی کے باعث چندے کی بابت ہونے والے
گناہوں کی طرف نشاندہی کرنے والی کتاب

چندے کے بارے میں سوال جواب

بعض ان مسائل کا بیان جن کا جاننا مسجدوں، مدرسوں اور مذہبی و سماجی اداروں
کا چندہ کرنے والوں کیلئے فرض ہے۔

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال
محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

مکتبۃ المدینہ
(دعوتِ اسلامی)
SC1286

لاعلمی کے باعث چندے کی بابت ہونے والے

گناہوں کی طرف نشاندہی کرنے والی کتاب

چندے کے بارے میں سُوال جواب

مُؤَلِّف:

شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا

ابو بلال محمد الیاس عطّارؔ قادِری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

ناشر:

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نام کتاب : چندے کے بارے میں سوال جواب

مؤلف : شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا
ابو بلال محمد الیاس عطّار قادِری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

پہلی بار : شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ، اگست 2008ء

دوسری بار : جمادی الآخر ۱۴۳۰ھ، جون 2009ء تعداد: 12000 (بارہ ہزار)

تیسری بار : رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ، اگست 2011ء تعداد: 6000 (چھ ہزار)

چوتھی بار : رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ، جولائی 2012ء تعداد: 10000 (دس ہزار)

پانچویں بار : رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ، جولائی 2013ء تعداد: 10000 (دس ہزار)

چھٹی بار : صفر المظفر ۱۴۳۵ھ، دسمبر 2013ء تعداد: 5000 (پانچ ہزار)

ناشر : مکتبۃ المدینہ، عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، بابُ المدینہ کراچی۔

فہرس

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

حلال وحرام کے مسائل کا سیکھنا فرض ہے

رَحْمتِ دوعالم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم، نبیِّ مُحْتَشَم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''جوکوئی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرائض کے مُتعَلِّق ایک یا دو یا تین یا چار یا پانچ کلمات سیکھے اور اسے اچّھی طرح یاد کرلے اور پھر لوگوں کو سکھائے تو وہ جنّت میں داخل ہوگا۔'' (حِلْیَۃُ الْاَولیاء ج۲ص۱۸۱)

میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: ہر شخص پر اُس کی حالتِ موجودہ کے مسئلے سیکھنا فرضِ عَین ہے اور انہیں میں سے مسائلِ حلال وحرام کہ ہر فردِ بشر ان کا مُحتاج ہے۔

(تفصیلی معلومات کیلئے فتاوٰی رضویہ جلد 23 صَفْحَہ 623 تا 630 کا مُطالَعہ فرمائیے)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذہبی وفلاحی کام اکثر چندے ہی پر چلتے ہیں، جوں توں کر کے چندہ تو کر ہی لیا جاتا ہے مگر عِلمِ دین کی کمی کے باعِث ایک تعداد ہے جو اِس کے استِعمال میں شَرعی غلطیاں کر کے گناہوں میں جا پڑتی ہے۔ چندہ وُصول کرنے والوں کیلئے چندے کے ضَروری مسائل کا سیکھنا فرض ہے لہٰذا نیکیاں کمانے اور مسلمانوں کو گناہوں سے بچانے کے مقدّس جذبے کے تحت ثواب کی نیّت سے چندے کے مُتَعَلِّق سُوالاً جواباً معلومات فراہم کرنے کی حقیر کوشِش کی ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کی ''مجلسِ اِفتاء'' اور ''مجلس المدینۃ العلمیۃ'' کے عُلَمائے کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ السَّلام کو اجرِ عظیم عطا فرمائے کہ انہوں نے کتابِ ہٰذا کے مُندَرَجات کی بڑی عَرَق ریزی کے ساتھ تفتیش (چھان بین) فرمائی اور بعض مقامات پر اَہم روایات و جُزئیات کا اِضافہ کر کے اِس کی اِفادیت دوبالا کر دی! بلا خوفِ لَومتِ لائم اس حقیقت کا اعتِراف کرتا ہوں کہ یہ کتاب انہیں کی خُصوصی رہنمائی اور فیضانِ نظر کا ثمر ہے ورنہ

سچّی بات یہی ہے کہ جس کا نام الیاس قادِری ہے اُس کو صحیح طریقے سے قلم پکڑنا بھی نہیں آتا۔ **یارَبِّ کریم!** اپنے گنہگار ترین بندے الیاس سے ہمیشہ کیلئے راضی ہو جا اور بے پوچھے بخش دے۔ اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پیاری اُمّت کی مغفِرت فرما۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

ہر اسلامی بھائی اور اسلامی بہن لازِماً اس کتاب کامُطالَعہ کرے اور ضَرورتاً بار بار پڑھے تاکہ مسائل اَزبَر ہو جائیں، جہاں تک بن پڑے اپنے علاقے میں واقِع مسجِدوں، مدرسوں، مذہبی وسماجی اداروں کے ذِمّے داروں نیز سُنّی عالموں کی خدمتوں میں بہ نیّتِ ثواب یہ کتاب تحفۃً پیش کیجئے۔

دُعائے عطّار

یارَبِّ مصطَفٰے عَزَّوَجَلَّ! اِس کتاب کامُطالَعہ کرنے والوں اور والیوں کا حافِظہ خوب قوی کر دے کہ ان کو صحیح مسائل یاد رہیں اور عمل کرنے اور دوسروں کو سکھانے کی سعادت نصیب ہو۔ **یااللہ** عَزَّوَجَلَّ! جو اس کتاب کو اپنے عزیزوں کے **ایصالِ ثواب** کیلئے نیز دیگر اچّھی اچّھی نیّتوں کے ساتھ تقسیم کرے، بِالْخُصوص مسجِدوں، مدرسوں، مذہبی وسماجی اِداروں کے ذِمّے داروں اور سُنّی عالموں کے ہاتھوں میں پہنچائے، اُس کا اور اُس کے طُفیل مجھ گنہگاروں کے سردار کا بھی دونوں جہاں میں بیڑا پار کر دے۔ **یااللہ** عَزَّوَجَلَّ! ہم سب کو اخلاص کی لازوال دولت سے مالا مال فرما۔

مِرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو　　کر اخلاص ایسا عطا یاالٰہی

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

غمِ مدینہ، بقیع، مغفِرت اور بے حساب جنّتُ الفِردَوس میں آقا کے پڑوس کا طالب

محمد الیاس عطّار قادری

۷ شعبانُ المُعَظَّم ۱۴۲۹ھ
10-8-2008

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

”چندہ کرنا سنّت ہے“ کے تیرہ حُرُوف کی نسبت سے یہ کتاب پڑھنے کی 13 نیّتیں

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ یعنی ”مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔“ (اَلْمُعْجَمُ الْکَبِیر ج٦ ص١٨٥ حدیث ٥٩٤٢)

دو مَدَنی پھول: (۱) بغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خَیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جتنی اچّھی نیّتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

﴿1﴾ حتَّی الوسع اِس کا باوُضو اور ﴿2﴾ قبلہ رو مطالَعہ کروں گا ﴿3﴾ اِس کے مطالعے کے ذریعے فرض علوم سیکھوں گا ﴿4﴾ جو مسئلہ سمجھ میں نہیں آئے گا اس کے لیے آیتِ کریمہ فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: ”تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں“ (پ١٤، النحل: ٤٣) پر عمل کرتے ہوئے عُلَماء سے رجوع کروں گا ﴿5﴾ (اپنے ذاتی نسخے پر) عِندَ الضَّرورت خاص خاص مقامات انڈر لائن کروں گا ﴿6﴾ (ذاتی نسخے کے) یادداشت والے صَفْحے پر ضَروری نکات لکھوں گا ﴿7﴾ جس مسئلے میں دشواری ہوگی اُس کو بار بار پڑھوں گا ﴿8﴾ زندگی بھر عمل کرتا رہوں گا ﴿9﴾ جو نہیں جانتے انھیں سکھاؤں گا ﴿10﴾ دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا ﴿11﴾ (کم از کم ۱۲ عدد یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا ﴿12﴾ اس کتاب کے مُطالَعے کا ثواب ساری اُمّت کو اِیصال کروں گا ﴿13﴾ کتابت وغیرہ میں شَرعی غَلَطی ملی تو ناشِرین کو لکھ کر مُطَّلع کروں گا (زبانی کہنا یا کہلوانا خاص مفید نہیں ہوتا)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

چندے کے بارے میں سوال جواب

شیطٰن لاکھ سُستی دلائے مگر بہ نیّتِ ثواب یہ کتاب (100 صَفْحات) مکمّل پڑھ لیجئے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ کے عِلْم میں خوب اِضافہ ہوگا۔

دُرُود شریف کی فضیلت

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے رسول، رسولِ مقبول، سیّدہ آمِنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گلشن کے مہکتے پھول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ شَفاعت نشان ہے: ''شبِ جُمُعہ اور روزِ جُمُعہ (یعنی جُمعرات کے غروبِ آفتاب سے لیکر جُمُعہ کا سورج ڈوبنے تک) مجھ پر دُرُودِ پاک کی کثرت کرلیا کرو، جو ایسا کرے گا قِیامت کے دن میں اُس کا شفیع و گواہ بنوں گا۔''

(شُعَبُ الْاِیمان ج۳ ص۱۱۱ حدیث۳۰۳۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

چندہ کی شَرْعی حیثِیَّت

سُوال: مساجِد و مدارِسِ اسلامیہ وغیرہ دِینی کاموں کیلئے چندہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز بلکہ کارِ ثواب ہے اور اس کی اَصل سُنّت سے ثابت۔ چُنانچِہ میرے آقا اعلیٰ حضرت امام اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن ایک سُوال کے جواب میں فتاوٰی رضویہ جلد16 صَفْحہ 418 پر ارشاد فرماتے ہیں: ''مسجِد میں اپنے لئے مانگنا جائز نہیں اور اسے دینے سے بھی عُلَماء نے منع فرمایا ہے۔'' (چند سُطور کے بعد لکھتے ہیں) اور کسی دوسرے کیلئے مانگا یا مسجِد خواہ کسی اور ضَرورتِ دینی کیلئے چندہ کرنا جائز اور سنّت سے ثابت ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج۱۶ ص۴۱۸) مزید صَفْحہ 468 پر فرماتے ہیں: اُمورِ خَیر (یعنی بھلائی کے کاموں) کے لئے چندہ کرنا احادیثِ صَحیحہ سے ثابت ہے، مالدار پر واجِب نہیں کہ ساری مسجِد اپنے مال سے بنائے، اَمرِ خَیر (یعنی بھلائی کے کام) میں چندہ کی تحریک دلالتِ خَیر (یعنی بھلائی کی طرف رہنمائی) ہے۔ (حدیثِ مُبارَک میں ہے): ''جو کارِ خیر کی راہنمائی کرے اُس کو بھی اُتنا ہی اَجر ملتا ہے جتنا کارِ خَیر کرنے والے کو۔'' (مُسلِم ص ۱۰۵۰ حدیث ۱۸۹۳)

چندہ پارٹی کہکر کر مذاق اُڑانا کیسا؟

سُوال: دِینی کاموں کیلئے چندہ کرنے والوں کو بعض لوگ تحقیراً ''چندہ پارٹی'' کہتے اور ان کا مذاق اُڑاتے ہیں، ان کی اصلاح کیلئے کچھ مَدَنی پھول بیان کیجئے۔

جواب: مسلمان کی تحقیر یا اُس کا مذاق اُڑانا اور دل دُکھانا حرام اور جہنَّم میں لے جانے والا کام ہے۔ بَحْر و بَر کے بادشاہ، دوعالم کے شَہَنْشاہ، صاحِبِ مَجد و جاہ، اُمّت کے

فرمانِ مُصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم: اُس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذِکر ہو اور وہ مجھ پر دُرُودِ پاک نہ پڑھے۔ (ترمذی)

خیر خواہ، آمِنہ کے مہرو ماہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: مَنْ اٰذٰی مُسْلِمًا فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہ۔ یعنی جس نے (بِلا وجہِ شَرعی) کسی مسلمان کو اِیذا دی اُس نے مجھے اِیذا دی اور جس نے مجھے اِیذا دی اُس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو اِیذا دی۔ (اَلْمُعْجَمُ الْاَ وْسَط لِلطَّبَرَانی ج ۲ ص ۳۸۶ حدیث ۳۶۰۷)

بدترین سُود مسلمان کی آبروریزی

سرکارِ والا تبار، بِاِذنِ پروردگارِ دو جہاں کے مالِک و مختار، شَہَنشاہِ اَبرار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ گوہر بار ہے: ''**بدترین سُود** مسلمان کی آبرو میں ناحق دست درازی ہے۔'' (ابوداؤد ج ٤ ص ٣٥٣ حدیث ٤٨٧٦)

مسلمان کی آبرو اُس کے مال سے اَہم ھے

مُحقِّق عَلَی الْاِطلاق، خاتَمُ المُحدِّثین، حضرتِ علّامہ شیخ عبدُ الحق مُحدِّث دِہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی اِس حدیثِ پاک کے تَحت فرماتے ہیں: اس (یعنی مسلمان کی عزّت میں ناحق دست اندازی) سے مُراد اس کی **غیبت** کرنا، اس کو **گالی** دینا، اسے **حقیر** جانتے ہوئے **تکبُّر** کرنا ہے بشرطیکہ کوئی شَرعی حکمت و مَصلَحت نہ ہو۔ (مزید تحریر فرماتے ہیں) اِس کو (یعنی مسلمان کی عزّت پر ناحق ہاتھ ڈالنے کو) **بدترین سُود** اِس لئے قرار دیا گیا ہے کہ مسلمان کی عزّت و آبرو اُس کے ہر (قسم کے) **مال** سے بڑھ کر (قیمتی) ہوتی ہے تو یقیناً اس (ناحق آبروریزی) میں فَساد دوسرے **مال** سے

بڑھ کرہی ہو گا۔ "ناحق" کی قید اِس لئے لگائی گئی ہے کہ بعض صورتوں میں (مسلمان کی عزّت پر ہاتھ ڈالنا) مُباح ہوتا ہے جیسا کہ وہ کسی کا حق نہیں دیتا یا ظالم ہے یا ضرورتاً کبھی گواہ پر جَرْح کی جاتی ہے۔ اسی طرح رُواۃ (یعنی احادیثِ مبارکہ کے راویوں) پر حفاظتِ دین کی خاطِر محدِّثینِ کرام (رَحِمَہُمُ اللہُ السّلام) جَرْح (یعنی راویوں کے عُیُوب کو ظاہر) کرتے ہیں اور ایسی صورتوں میں غیبت مُباح (جائز) ہے۔

(اَشِعَّةُ اللَّمعات ج ٤ ص١٥٧)

مومِن کی حُرمت کعبے سے بڑھ کرھے

سُنَنِ ابنِ ماجہ میں ہے: خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحمَۃٌ لِّلْعٰلمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے کعبۂ معظّمہ کو مخاطَب کر کے ارشاد فرمایا: "مومن کی حُرمت تجھ سے زِیادہ ہے۔"

(سُنَنِ ابنِ ماجه ج٤ ص٣١٩ حديث ٣٩٣٢)

یہودو نصاریٰ کی بد خَصلتیں

بَہَر حال مسلمان کا یہ شیوہ ہی نہیں کہ خوامخواہ کسی کی تذلیل کرے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت رَحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فتاویٰ رضویہ جلد 24 صَفْحَہ 108 اور 109 پر نَقل کرتے ہیں: یہودیوں اور عیسائیوں کے اَخلاق میں سے یہ ہے کہ دوسروں کو اِلزام لگائے جائیں اور اُن کی عزّت میں ہاتھ ڈالا جائے اور لایعنی و بے مقصد باتوں میں غَوطہ زَنی کی جائے۔ حضرتِ سیِّدُنا ابو ہُریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے رِوایت ہے،

سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: آدمی کی اسلام کی خوبیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کام چھوڑ دے جو اسے نَفْع نہ دے۔ (ترمذی ج ٤ ص ١٤٢ حدیث ٢٣٢٤)

کیا سرکار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بھی کبھی چندہ کیا؟

سُوال: کیا سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے **چندہ کرنا** ثابت ہے؟

جواب: جی ہاں، جہاد کیلئے **چندے** کی ترغیب ارشاد فرمانے کی یہ روایت نہایت مشہور ہے چُنانچِہ حضرتِ سیِّدُنا عبدُ الرحمٰن بن خَبّاب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مَروی ہے کہ میں بارگاہِ نَبَوی علٰی صاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام میں حاضِر تھا اور حُضُورِ اکرم، نورِ مُجَسَّم، رسولِ محترم، رَحْمتِ عالَم، شاہِ بنی آدم، نبیِّ مُحْتَشَم، سراپا جُود وکرم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم صَحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضْوَان کو "جَیشِ عُسْرَت" (یعنی غَزوۂ تَبوک) کی تیّاری کیلئے ترغیب ارشاد فرما رہے تھے۔ حضرتِ سیِّدُنا عُثمان بن عَفّان رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اُٹھ کر عَرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پالان اور دیگر مُتَعلِّقہ سامان سَمیت ۱۰۰ سَو اُونٹ میرے ذِمّے ہیں۔ حُضور سراپا نور، فیض گنجور، شاہِ غَیُور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صَحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضْوَان سے پھر ترغیباً فرمایا۔ تو حضرتِ سیِّدُنا عُثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ دوبارہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں تمام سامان سَمیت ۲۰۰ دوسَو اُونٹ حاضِر کرنے کی ذِمّہ داری لیتا ہوں۔ ۲ دو جہاں کے سلطان، سَرورِ ذیشان، مَحْبوبِ رَحمٰن صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ

والہٖ وسلّم نے صَحابۂ کِرام عَلَیہِمُ الرِّضْوَان سے پھر تَرغیباً ارشاد فرمایا تو حضرتِ سیِّدُنا عُثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم! میں مَع سامان تین ۳۰۰ سو اُونٹ اپنے ذِمّے قَبول کرتا ہوں۔ راوی فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ حُضُورِ انور، مدینے کے تاجور، شافعِ مَحشر، بِاِذنِ ربِّ اکبر غیبوں سے باخبر، مَحبوبِ داوَر صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے یہ سن کر مِنبرِ مُنَوَّر سے نیچے تشریف لا کر دو ۲ مرتبہ فرمایا: '' آج سے عُثمان (رضی اللہ تعالٰی عنہ) جو کچھ کرے اُس پر مُواخَذہ (یعنی پوچھ گچھ) نہیں۔ '' (تِرمِذی ج ۵ ص ۳۹۱ حدیث ۳۷۲۰)

950 اُونٹ اور 50 گھوڑے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج کل دیکھا گیا ہے کچھ حضرات دوسروں کی دیکھا دیکھی جذبات میں آکر چندہ لکھوا تو دیتے ہیں مگر جب دینے کی باری آتی ہے تو ان پر بھاری پڑ جاتا ہے حتّٰی کہ بعض تو دیتے بھی نہیں! مگر قربان جایئے مَحبوبِ مصطفٰے، سیِّدُ الْاَسْخِیاء، عُثمانِ باحیا رضی اللہ تعالٰی عنہ کے جُود وسخا پر کہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے اِعلان سے بَہُت زیادہ چندہ پیش کیا چُنانچہ مُفسّرِ شَہیر، حکیمُ الْاُمّت، حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیہِ رَحمَۃُ الحَنّان اِس حدیثِ پاک کے تَحت فرماتے ہیں: خیال رہے کہ یہ تو اُن کا اِعلان تھا مگر حاضِر کرنے کے وَقت آپ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے 950 اُونٹ، 50 گھوڑے اور 1000 اشرفیاں پیش کیں، پھر بعد میں

10 ہزار اشرفیاں اور پیش کیں۔ (مفتی صاحِب مزید فرماتے ہیں) خیال رہے کہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے پہلی بار میں ایک 100 کا اِعلان کیا، دُوسری بار 100 اُونٹ کے علاوہ اور 200 کا، تیسری بار اور 300 کا کل 600 اُونٹ (پیش کرنے) کا اِعلان فرمایا۔ (مراۃ المناجیح ج ۸ ص ۳۹۵)

مجھے گر مل گیا بحرِ سخا کا ایک بھی قطرہ
مِرے آگے زمانے بھر کی ہوگی ہیچ سلطانی

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

چندہ کرنے سے روکنا کیسا؟

سُوال: دینی کاموں کیلئے چندہ کرنے والے کو روکنا کیسا؟

جواب: بلاوجہ اس کارِ خیر سے روکنے کی شَرْعاً مُمانَعَت ہے چُنانچِہ فتاوٰی رضویہ جلد 23 صَفْحہ 127 پر میرے آقا اعلٰی حضرت، امامِ اَہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن ایک سُوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: اُمُورِ خیر کے لیے مسلمانوں سے اس طرح چندہ کرنا بدعت نہیں بلکہ سنّت سے ثابت ہے جو لوگ اس سے روکتے ہیں (وہ) مَنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ ﴿۱۲﴾[1] (ترجَمۂ کنزالایمان: بھلائی سے بڑا روکنے والا حد سے بڑھنے والا گنہگار) میں داخل ہوتے ہیں۔

[1] پ ۲۹، القلم: ۱۲

حضرتِ سیِّدُنا جَریر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، کچھ (حضرات) بَرَہْنہ پا، بَرَہْنہ بدن، صِرْف ایک کملی کفنی کی طرح چیر کر گلے میں ڈالے خدمتِ اقدسِ حُضُورِ پُرنور، سیِّدِ عالَم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں حاضِر ہوئے، حُضُورِ پُرنور، رَحْمتِ عالَم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اُن کی مُحتاجی (یعنی غُربت) دیکھی، چِہرۂ انور کا رنگ بدل گیا۔ بلال (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کو اَذان کا حُکْم دیا، بعدِ نَماز خُطبہ فرمایا، بعدِ تِلاوتِ آیاتِ مبارَکہ ارشاد کیا: ''کوئی شَخْص اپنی اشرفی سے صَدَقہ کرے، کوئی روپے سے، کوئی کپڑے سے، کوئی اپنے قلیل (یعنی تھوڑے) گیہوں سے، کوئی اپنے تھوڑے چُھوہاروں سے، یہاں تک فرمایا: اگرچہ آدھا چُھوہارا۔'' اِس ارشادِ گرامی (یعنی عطیّات دینے کی ترغیب) کو سُن کر ایک انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ روپیوں کا تھیلا اُٹھا لائے جس کے اُٹھانے میں اُن کے ہاتھ تھک گئے، پھر لوگ پے دَرپے صَدَقات لانے لگے، یہاں تک کہ دو اَنْبار (یعنی 2 ڈھیر) کھانے اور کپڑے کے ہو گئے یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا چِہرۂ انور خوشی کے باعث کُندَن (یعنی خالص سونے) کی طرح دَمکنے لگا اور ارشاد فرمایا: ''جو شَخْص اسلام میں کوئی اچّھی راہ نکالے اُس کے لئے اُس کا ثواب ہے اور اُس کے بعد جتنے لوگ اُس راہ پر عمل کریں گے سب کا ثواب اُس (اچّھی راہ نکالنے والے) کیلئے ہے بغیر اس کے کہ اُن (عمل کرنے والوں) کے ثوابوں میں کچھ کمی ہو۔'' (مُسلِم ص۵۰۸ حدیث ۱۰۱۷)

فرمانِ مُصطَفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم: جس کے پاس میرا ذِکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُود پاک نہ پڑھا اس نے جنّت کا راستہ چھوڑ دیا۔ (طبرانی)

کیا ہر چندے کو وَقْف کا پیسہ بول سکتے ہیں؟

سُوال: کیا ہر طرح کے **چندے** کی رقم کو ''وَقْف کا پیسہ'' کہا جا سکتا ہے؟

جواب: بعض صورتوں میں چندہ ''وَقْف'' کے حکم میں آتا ہے اور بعض صورتوں میں نہیں آتا۔ چُنانچِہ صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی کی بارگاہ میں **سُوال** ہوا: مسجِدوں، مدرَسوں کی تعمیر و اَخْراجات کے لئے یا کسی اور مذہبی ودِینی ضَرورت کے لئے جو **چندے** وُصُول ہوتے ہیں یہ مَحْض صَدَقہ ہیں یا وَقْف بھی کہے جا سکتے ہیں؟ **الجواب:** عُمُوماً یہ **چندے** صَدَقۂ نافِلہ ہوتے ہیں ان کو وَقْف نہیں کہا جا سکتا کہ **وَقْف** کے لئے یہ ضَرور ہے کہ اصل حَبْس (محفوظ) کر کے اس کے مَنافِع کام میں صَرْف کیے جائیں۔ جس کے لئے وَقْف ہو، نہ یہ کہ خود اصل ہی کو خَرْچ کر دیا جائے۔ یہ **چندے** جس خاص غَرَض کے لئے کیے گئے ہیں اس کے غیر میں صَرْف نہیں کیے جا سکتے۔ اگر وہ غَرَض پوری ہو چکی ہو تو جس نے دیئے ہیں اس کو واپَس کیے جائیں۔ یا اس کی اجازت سے دوسرے کام میں خرچ کریں۔ بغیر اجازت خرچ کرنا ناجائز ہے۔

(فتاوٰی امجدیہ ج ۳ ص ۳۸)

کُفّار سے چندہ مانگنا کیسا؟

سُوال: دِینی کاموں کیلئے **کُفّار** سے **چندہ** لینا کیسا؟

جواب: ممنوع ہے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: کسی دینی کام کے لئے کُفّار سے **چندہ** لینا اوّل تو خود ہی ممنوع اور سَخْت معیوب ہے۔ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: ہم کسی مُشرِک سے مدد نہیں لیتے۔

(ابوداؤد ج۳ص ۱۰۰ حدیث ۲۷۳۲ ، فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۵۲۶)

مسجِد کے چندہ سے نِیاز کرنا کیسا؟

سُوال: **مسجد** کے نام پر کیا ہوا **چندہ** گیارہویں شریف کی نیاز کے کھانے پر صَرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اگر کسی مسجِد کا قدیم سے عُرف چلتا آ رہا ہے تو گیارہویں شریف اُس مسجِد کے چندے سے کر سکتے ہیں ورنہ نہیں کر سکتے۔ **چندے** کا اُصول یہ ہے کہ جس مَدّ (یعنی عُنوان) میں وُصول کیا اُس کے علاوہ کسی اور مَدّ میں استِعمال کرنا گناہ ہے۔

مسجِد کے چندے سے چَراغاں

سُوال: مسجِد کے چندے کی رقم سے مسجِد پر **جشنِ ولادت** کے دِنوں میں **چَراغاں** کرنا کیسا؟

جواب: اگر **چندہ** دینے والوں کی صَراحۃً یا دَلالۃً اجازت ہو تو کر سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ صَراحۃً سے مُراد یہ ہے کہ مسجِد کے لئے **چندہ** لیتے وَقْت کہہ دیا کہ ہم آپ کے **چندے** سے **جشنِ ولادت** اور گیارھویں شریف، شبِ براءَت وغیرہ بڑی راتوں کے

مواقع پر نیز رَمَضانُ الْمبارَك میں مسجِد میں روشنی بھی کریں گے اور اُس نے اجازت دیدی۔ دَلَالۃً یہ ہے کہ چندہ دینے والے کو معلوم ہے کہ اِس مسجِد پر جشنِ ولادت اور دیگر بڑی راتوں کے مواقع پر اور رَمَضانُ الْمبارَك میں چَراغاں ہوتا ہے اور اُس میں مسجِد ہی کا چندہ استِعمال کیا جاتا ہے۔ عافِیّت اِسی میں ہے کہ چَراغاں وغیرہ کے لئے الگ سے چندہ کیا جائے، جتنا چندہ ہو جائے اُسی سے چَراغاں کرلیا جائے اور چَراغاں میں جو کچھ بجلی خرچ ہوئی اُس کے پیسے بھی اُسی سے ادا کئے جائیں۔

اجتِماع کا چندہ بچ گیا تو کیا کرے؟

سُوال: دعوتِ اسلامی کے سنّتوں بھرے اجتماع کیلئے جو چندہ کیا تھا، وہ بچ گیا تو کیا کریں؟ کیا مسجِد یا مدرَسے میں یا اپنے تنظیمی حلقے کیلئے دریاں وغیرہ خریدنے میں اُسے خرچ کر سکتے ہیں؟

جواب: اجتماع، جلسہ، نعت خوانی، جشنِ ولادت کی سجاوٹ، اَعْراسِ بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِین اور گیارھویں شریف کی نیاز وغیرہ کیلئے لیا ہوا چندہ بچ جانے کی صُورت میں چندہ دینے والے اگر معلوم ہوں تو بچی ہوئی رقم اُنہیں کو لوٹانی ضَروری ہے، اُن کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے مَصْرَف میں استِعمال کرنا جائز نہیں اور اگر معلوم نہ ہوں تو جس کام کے لئے چندہ دینے والوں نے دیا تھا اسی میں صَرْف

کریں (مَثَلاً سنّتوں بھرے اجتماع کے لئے دیا تھا تو کسی دوسرے سنّتوں بھرے اجتماع پر خرچ کریں) اگر اس طرح کا کوئی دوسرا کام نہ پائیں تو فُقَراء پر تصدُّق کریں۔ چُنانچِہ میرے آقا اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، ولیِ نِعمت، عظیمُ البَرَکت، عظیمُ المَرتَبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین ومِلَّت، حامیِ سنّت، ماحِیِ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعِثِ خَیْر وبَرَکت، حضرتِ علّامہ مولانا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن **فتاوٰی رضویہ** جلد 16 صَفْحَہ 206 پر فرماتے ہیں: **چندہ** کا جو روپیہ کام خَتْم ہو کر بچے لازِم ہے کہ **چندہ** دینے والوں کو حصّہ رَسَد واپَس دیا جائے یا وہ جس کام کے لئے اب اجازت دیں اس میں صَرْف ہو، بے ان کی اجازت کے صَرْف کرنا **حرام** ہے، ہاں جب ان کا پتا نہ چل سکے تو اب یہ چاہئے کہ جس طرح کے کام کے لئے **چندہ** لیا تھا اسی طرح کے دوسرے کام میں اُٹھائیں (یعنی استِعمال کریں) مَثَلاً **تعمیرِ مسجِد** کا چندہ تھا مسجد تعمیر ہو چکی تو باقی بھی کسی **مسجِد کی تعمیر** میں اُٹھائیں، غیر کام مَثَلاً تعمیرِ مدرَسہ میں صَرْف نہ کریں اور اگر اسی طرح کا دوسرا کام نہ پائیں تو وہ باقی روپیہ فقیروں کو تقسیم کردیں۔ (فتاوٰی رضویہ ج۱۶ص۲۰۶)

کئی اَفراد سے لیا ہوا چندہ بچ جائے تو کیا کرے؟

سُوال: مخصوص مَد مَثَلاً مدرَسے کی تعمیر کیلئے کئی اَفراد سے **چندہ** لیا گیا ہو اور اُس میں سے کچھ

رقم بچ جائے تو کیا اُس بچی ہوئی رقم کے دوسرے مَصْرَف میں استعمال کے بارے میں ایک ایک سے اجازت لینی پڑے گی؟

جواب: جی ہاں۔ فقط بعض کی اِجازت کافی نہ ہوگی، سب سے اجازت مل گئی فَبِہا (یعنی مُراد حاصل)، ورنہ جتنوں سے اجازت لی اُن ہی کے حصّے میں تصرُّف کرنا جائز ہوگا۔

12 اَفراد سے لیا ہوا چندہ بچ گیا تو....؟

سُوال: مدرَسے میں ٹھنڈے پانی کا کُولر لگانے کیلئے **12** اَفراد سے ایک ایک ہزار روپے حاصل کئے اور ان میں سے **چار ہزار** بچ گئے۔ ان بَقِیَّہ چار ہزار کے مدرَسے کیلئے تھال خریدنے کا ذِہن بنا تو کیا اب بھی **12 اَفراد** سے اجازت لینی ضَروری ہوگی یا چار کی اجازت کافی ہے؟

جواب: اگر رقم اِس طرح ملادی تھی کہ کسی کے نوٹوں وغیرہ کی شَناخت نہ رہی تھی تب تو **12 اَفراد** سے اجازت لینی ہوگی اور اگر رقم جُدا جُدا رکھی تھی یا مِلادی تھی مگر شناخت باقی تھی یا نوٹوں پر نشان لگادیئے تھے اور معلوم ہے کہ بَقِیَّہ **چار ہزار** فُلاں فُلاں چار اَفراد کے بچ رہے ہیں تو صِرْف اُن چار اَفراد کی اجازت کافی ہوگی۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام **اَحمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن باقی بچ جانے والے **چندے** کے مُتَعَلِّق فرماتے ہیں: **چندہ** جس کام کے لئے لیا گیا ہو جب اس کے بعد بچے تو وہ انھیں کی مِلک ہے جنہوں نے **چندہ** دیا ہے۔

کَمَا حَقَّقْنَاہُ فِیْ فَتَاوٰنا (جیسا کہ اس کی تحقیق ہم نے اپنے فتاوی میں کی ہے) ان کو حصّہ رَسَد واپس دیا جائے یا جس کام میں وہ کہیں صَرف کیا جائے''

(فتاوٰی رضویہ ج١٦ص٢٤٧)

مسجِد کی اِفطاری کا مسئَلہ

سُوال: رَمَضانُ الْمُبارَك میں لوگ روزہ داروں کیلئے مسجِد میں جو اِفطاری بھجواتے ہیں اُس میں سے غیر روزہ دار کا کھانا کیسا؟ اگر گناہ ہے تو کیا اِس کا گناہ مُنْتَظِمین پر بھی ہو گا؟

جواب: جو اِفطاری روزہ داروں کیلئے بھیجی جاتی ہے وہ غیر روزہ دار نہیں کھا سکتا۔ بِالْفرض کوئی مریض یا مُسافِر ہے یا کسی وجہ سے اُس کا روزہ ٹوٹ چکا ہے تو وہ اُس اِفطاری میں شریک نہ ہو۔ **میرے آقا اعلیٰ حضرت** رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: اِفطاری میں غیر روزہ دار اگر روزہ دار بن کر شریک ہوتے ہیں مُتَوَلّیوں پر اِلزام نہیں۔ بُہتیرے غنی (یعنی مالداروں) فقیر بن کر بھیک مانگتے اور زکوٰۃ لیتے ہیں۔ دینے والے کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی کہ ظاہر پر حُکم ہے اور لینے والے کو حرامِ قَطْعی ہے یونہی ان غیر روزہ داروں کو اس کا کھانا حرام ہے۔ **وَقْف کا مال مِثْلِ مالِ یتیم** ہے جسے ناحق کھانے پر **اللہ** تبارَکَ وَ تعالٰی نے پارہ 4 **سُوْرَۃُ النِّسَآء** کی آیت نمبر 10 میں ارشاد فرمایا:

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم: مجھ پر دُرُود شریف پڑھو، اللہ عزوجل تم پر رحمت بھیجے گا۔ (ابن عدی)

اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًاؕ وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا۠ (۱۰) ترجَمۂ کنزالایمان: وہ تواپنے پیٹ میں نِری آگ بھرتے ہیں اور کوئی دم جاتا ہے کہ بھڑکتے دھڑے[1] میں جائیں گے۔ (پ ۴، النساء: ۱۰)

ہاں مُتَوَلّی دانِستہ غیر روزہ دار کو شریک کریں تو وہ بھی عاصی و مُجرم و خائن و مُستحِقِ عَزْل (یعنی خِیانت کرنے والے اور برطرف کئے جانے کے لائق) ہیں۔ رہا اکثر یا کل (اِفطاری کرنے والوں) کا مُرَفَّہُ الْحال (یعنی خوش حال، کھاتا پیتا) ہونا اس میں کوئی حَرَج نہیں (کہ) اِفطاری مُطْلَق روزہ دار کے لئے ہے اگر چہ غنی (یعنی مالدار) ہو جیسے سِقایہ مسجِد (یعنی مسجِد کے برتن) کا پانی ہر نَمازی کے غُسْل ووُضُو کو ہے اگرچہ بادشاہ ہو۔ (فتاوٰی رضویہ ج۱۶ص ۴۸۷)

البتّہ اگر کسی مسجِد یا عَلاقے کا عُرْف یِہی ہو کہ روزہ دار اور غَیر روزہ دار دونوں کو اِفطاری کِھلاتے ہوں تو وہاں غَیر روزہ دار کو بھی اجازت ہوگی۔ اور جہاں تک بچّوں کے کھانے کا تعلّق ہے تو عُمُومی عُرف یِہی ہے کہ افطاری بھیجنے والوں کی طرف سے اس پر کوئی اعتِراض نہیں کیا جاتا لہٰذا بچّوں کا کھانا جائز ہے۔

مسجِد کی بچی ہوئی اِفطاری کا کیا کرے؟

سُوال: لوگوں کا مسجِد میں بھیجا ہوا اِفطاری کا جو سامان تھال میں بچ گیا اُس کا کیا کیا جائے؟

مدینہ

[1] بھڑکتے دھڑے یعنی بھڑکتی آگ

جواب: عُرف یہی ہے کہ دینے والے بچا ہوا واپس نہیں لیتے لہٰذا مُنتَظِمین کی صَوابدید پر ہے کہ دوسرے دن کے لئے بچانا چاہیں بچالیں، خود کھالیں، دوسروں کو کھلا دیں یا تقسیم کردیں۔

مسجِد کے چندے کے مَصارِف

سُوال: مسجِد کے صَندوقچے کا جمع شُدہ چندہ نیز جُمُعہ یا بڑی راتوں کو مسجِد کیلئے جو چندہ ملتا ہے وہ کس طرح استِعمال کیا جائے؟

جواب: مسجِد کے نام پر ملا ہوا چندہ وہاں کے عُرف (یعنی رَواج) کے مطابق استِعمال کرنا ہوگا مَثَلاً امام، مُؤَذِّن اور خادِم کی تنخواہیں، مسجِد کی بجلی کا بِل، عمارتِ مسجِد یا اُس کی اَشیاء کی حسبِ ضَرورت مَرَمَّت، ضَرورتِ مسجِد کی چیزیں مَثَلاً لوٹے، جھاڑو، پائیدان، بتّی، پنکھے، چٹائی وغیرہ۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کے ایک مبارَک فتوے کا اِقتِباس غور سے مُلاحَظہ فرمالیجئے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اِس سے بَہُت کچھ سیکھنے کو ملیگا۔ چُنانچِہ فرماتے ہیں: یہاں حُکمِ شَرعی یہ ہے کہ اَوقاف (یعنی وقف کی ہوئی چیزوں) میں پہلی نظر شَرطِ واقِف (یعنی وَقف کرنے والے کی شَرط) پر ہے (کہ) یہ زمین ودکانیں اس نے جس غَرَض کے لئے مسجِد پر وَقف کی ہوں ان میں صَرف کیا جائے گا اگرچِہ وہ اِفطاری وشیرینی وروشنیٔ خَتْم (شریف) ہو اور اس کے سوا دوسری غَرَض میں اُس

کا صَرْف کرنا حرام حرام سَخْت حرام اگرچِہ وُہ بِناءِ مدرَسہ دِینیہ ہو۔ واقِف کی شَرْط ایسے ہی واجِبُ الْعَمَل ہے جیسے شارِع کی نَصّ (یعنی قران وحدیث کا حکم)۔ (دُرِّمُختار ج ٦ ص ٦٦٤) حتّٰی کہ اگر اس نے صِرْف تعمیرِ مسجِد کے لئے (رقم) وَقْف کی تو مَرَمّتِ شِکَست ورِیْخت (یعنی ٹوٹ پھوٹ کی مرمّت) کے سوا مسجِد کے لوٹے چٹائی میں بھی صَرْف نہیں کر سکتے (اور) اِفطاری وغیرہ (تو) دَرکنار، اور اگر مسجِد کے مَصارِفِ رائجۃُ فِی الْمساجِد (یعنی مسجِدوں میں جن چیزوں میں خرچ کرنے کا عُرف ہو اُن) کے لئے وَقْف ہے تو بقَدرِ مَعْہُود (یعنی عُرف کی مقدار میں) شیرینی و روشنیِ خَتْم (شریف) میں صَرْف (یعنی خرچ کرنا) جائز (مگر) اِفطاری و مدرَسہ میں ناجائز، نہ اسے تنخواہِ مُدَرِّسین وغیرہ میں صَرْف کر سکتے ہیں کہ یہ اَشیاء مَصارِفِ مسجِد (یعنی مسجِد کے اَخْراجات) سے نہیں۔ جب خود واقِف کے لئے اِحْداث (یعنی نئی چیز شُروع کرنا) وَقْف میں جائز نہیں تو مَحْض اجنبی شخص کیلئے کیسے جائز ہو سکتا ہے اور اگر اس نے ان چیزوں کی بھی صَراحۃً (یعنی واضح لفظوں میں) اجازت شرائطِ وَقْف میں رکھی یا مَصارِفِ خیر کی تعمیم (تَع۔مِیم) کر دی (یعنی ہر قسم کا اچّھا کام کر سکتے ہیں یہ کہدیا) یا یوں کہا کہ دیگر مَصارِفِ خَیر حسبِ صَوابدیدِ مُتَوَلّی (یعنی مُتَوَلّی کو دیگر بھلائی کے مَصارِف میں خرچ کرنے کے کُلّی اختِیارات دیئے) تو ان میں بھی مُطْلقاً یا حسبِ صَوابدیدِ مُتَوَلّی (یعنی مُتَوَلّی کی صوابدید کے مطابق) صَرْف ہو سکے گا۔ غَرَض

ہر طرح اس کے شرائط کا اِتّباع کیا جائے گا اور اگر شرائط معلوم نہیں تو اس کے مُتَوَلّیوں کا قدیم (یعنی شُروع ہی) سے جو عملدرآمد رہا اس پر نظر ہوگی ، اگر ہمیشہ سے اِفطاری وشیرینی وروشنی خَتْم (شریف) کُل یا بعض میں صَرْف ہوتا رہا (تو) اس میں اب بھی ہوگا ورنہ اَصلاً نہیں اور اِحْداثِ مدرَسہ (یعنی نیا مدرَسہ بنانا) بالکل ناجائز۔ قدیم سے ہونے کے یہ معنیٰ کہ اس کا حُدُوث (یعنی وُجود میں آنا) معلوم نہ ہو اور اگر معلوم ہے کہ یہ بلاشَرْط بعد کو حادِث ہوا (یعنی پہلے نہ تھا بعد میں جاری ہوا) تو قدیم نہیں اگرچہ سو برس سے ہو اگرچہ نہ معلوم ہو کہ کب سے ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج۱۶ ص۴۸۵، ۴۸۶)

چندہ کی رقم ذاتی کام میں خَرْچ کر ڈالی تو؟

سُوال: مسجِد یا مدرَسے (مَد۔رَ۔سے) کیلئے کیا ہوا **چندہ** اگر مُتَوَلّی اپنے ذاتی استِعمال میں لے آئے تو اُس کیلئے کیا حکم ہے؟ اگر یہی کام غیر مُتَوَلّی سے سرزد ہو تو کیا کرے؟ جلدی میں اُتنی ہی رقم پلّے سے چندے میں ڈال دی اُس کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: چندے کے اَحکام مُتَوَلّی اور غیر مُتَوَلّی کے لئے الگ الگ ہیں۔ اگر مسجِد یا مدرَسہ موجود ہیں اور ان کا کوئی مُتَوَلّی بھی ہے تو ان کی مزید تعمیر کے لئے یا ان کے مَصارِف (اَخراجات) کے لئے جو چندہ مُتَوَلّی کے پاس جَمْع ہوتا ہے یہ مسجِد یا مدرَسے کے لئے ہِبہ ہوتا ہے اور مُتَوَلّی ، مسجِد یا مدرَسہ کی طرف سے **وَکیل بِالْقَبْض** ہوتا ہے لہٰذا چندے کے مُتَوَلّی کے قبضے میں آتے ہی ہِبہ تام (یعنی ہِبہ مکمَّل)

ہو جاتا ہے اور **چندہ** مسجد یا مدرَسے کی مِلک میں آجاتا ہے اور مالک کی مِلک سے نکل جاتا ہے۔ اگر مُتَوَلّی اس **چندے** کو اپنے ذاتی کام میں خَرْچ کرے گا تو گناہ گار ہوگا کہ اس نے **مالِ وَقْف** کو اپنے ذاتی کام میں خرچ کیا اور اس پر لازِم آئے گا کہ جتنا روپیہ اس نے اپنے ذاتی کام میں خرچ کیا ہے اُتنا اپنے پلّے سے اُسی کام میں لگادے جس کام کے لئے **چندہ** لیا گیا ہے اور ساتھ ساتھ توبہ بھی کرے۔

میرے آقا اعلٰی حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ''اس پر توبہ **فرض** ہے اور **تاوان** ادا کرنا فرض ہے جتنے دام اپنے صَرْف (ذاتی استعمال) میں لایا تھا اگر یہ اس مسجد کا مُتَوَلّی تھا تو اُسی مسجد کے تیل بتّی میں صَرْف کرے دوسری مسجد میں صَرْف کردینے سے بھی **بَرِیُّ الذِّمّہ** نہ ہوگا اور اگر مُتَوَلّی نہ تھا تو جس نے اسے دام (چندہ) دئے تھے اُسے واپس کرے کہ تمہارے دئے ہوئے داموں (یعنی چندے) سے اِتنا خرچ ہوا اور اتنا باقی رہا تھا کہ تمہیں دیتا ہوں۔ اس لئے کہ اگر وہ مُتَوَلّی ہے تو تسلیم تام ہوگئی (یعنی سپرد کرنا مکمَّل ہو گیا) ورنہ چندہ دینے والے کی مِلک پر باقی ہے۔'' **(فتاوٰی رضویہ، ج۱۶، ص ٤٦١)**

اگر چندہ لینے والا غیرِ مُتَوَلّی ہے یا جس چیز کے لئے **چندہ** لیا گیا ہے اس کا کوئی مُتَوَلّی نہیں یا ابھی مسجِد یا مدرَسہ وغیرہ بنانے کی ترکیب ہے اور اس کے لئے چند اَفراد **چندہ** جَمْع کررہے ہیں، تو ایسی صُورت میں چُونکہ کوئی مُتَوَلّی نہیں لٰہذا جب تک **چندہ** اس

کام میں صَرف نہیں ہو جاتا جس کے لئے لیا گیا ہے تو اُس وَقت تک **چندہ** چندہ دِہَندہ (یعنی چندہ دینے والے) کی مِلک پر باقی رہے گا لہٰذا ان **چندہ** وُصول کرنے والوں میں سے کسی نے بھی **چندے** کو اپنے ذاتی کام میں خرچ کر دیا تو وہ گناہ گار ہو گا اور اب اس پر واجِب ہے کہ جتنی رقم اِس نے اپنے ذاتی کام میں خَرْچ کی ہے اُتنی ہی رقم **چندہ دِہَندہ** (یعنی جس نے چندہ دیا تھا اُس) کو واپَس کرے کہ **چندہ** ابھی چندہ دِہَندہ (یعنی چندہ دینے والے) کی مِلک میں باقی تھا اور اگر اس نے بِلا اجازتِ چندہ دِہَندہ (دِ۔ہَن۔دَہ) اپنی طرف سے اس کام میں رقم خرچ کر دی جس کام کے لئے **چندہ** لیا جا رہا تھا تو بھی بَری نہ ہوگا۔ کیوں کہ اِس نے حقیقت میں جو چندے کی رقم لی تھی وہ تو اپنے کسی کام میں خرچ کر کے ہلاک کر چکا تھا۔ اب جو رقم پلّے سے دے رہا ہے وہ چندہ دینے والے کو دینی ہے یا پھر اس سے نئی اجازت لینی ضَروری ہے۔

میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ”ہم نے اپنے فتاوٰی میں اس بات کی تحقیق کی ہے جو **چندہ** لوگوں سے مَصْرَفِ خَیر (یعنی بھلائی کے کاموں) کے لئے جَمْع کیا جاتا ہے وہ دینے والوں کی مِلک پر باقی رہتا ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج۱۶ص۲۴۴) **فتاوٰی عالمگیری** میں ہے: کسی شَخْص نے لوگوں سے مسجِد بنانے کے لئے **چندہ** جَمْع کیا اور ان دراہم (روپوں) کو اس نے اپنی ذاتی ضَروریات پر خرچ کر لیا پھر اس کے بدلے میں مسجِد کی ضَرورت میں

اپنا مال خرچ کیا تو ایسا کرنے کا اس کو کوئی اِختیار نہیں ہے اگر اس طرح کرلیا، تو اگر **چندہ** دینے والوں کو جانتا ہے تو **چندہ** دینے والوں کو اُس کا **تاوان** (اُتنی ہی رقم) واپَس کرے یا ان سے نئی اجازت لے۔ (فتاوٰی عالمگیری ج ۲ ص ۴۸۰)

مسجِد کا چندہ اُدھار دیدیا تو؟

سُوال: اگر **چندے** کے صندوقچے سے نکلی ہوئی رقم کا غَلَط استِعمال ہوگیا مَثَلاً مُتَوَلّیانِ مسجِد نے اتّفاقِ رائے سے کسی غریب مُقتدی کو اُس میں سے کچھ رقم **اُدھار** دے دی اور وہ اب ادا نہیں کرتا۔ اِس کا حل؟

جواب: اوّل تو یہی گناہ کا کام تھا کہ مسجِد کا **چندہ** کسی مقتدی کو اُدھار دیدیا اِس لئے کہ جو **چندہ** مسجِد کیلئے کیا جاتا ہے اُس میں مقتدیوں کو **اُدھار** دینے کا **عُرف** (رَواج) نہیں۔ توبہ کرنی ہوگی اور وہ رقم ڈوب جانے کی صورت میں جس جس نے **قرض** دینے کے حق میں فیصلہ کیا اُس کو رقم **پلّے سے ادا کرنی** ہوگی۔ میرے آقا اعلٰی حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ **امام اَحمد رَضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: **مُتَوَلّی کو روا** (یعنی جائز) **نہیں کہ مالِ وَقْف کسی کو قرض دے یا بطورِ قرض اپنے تصرُّف میں لائے۔** (فتاوٰی رضویہ ج ۱۶ ص ۵۷۴)

بطورِ اَمانت رکھے ہوئے چندے کو اُدھار لینا کیسا؟

سُوال: اگر کسی کے پاس اَمانۃً مسجِد کا **چندہ** رکھوایا گیا اور اُس نے **اَمانت** کی رقم کو اپنے

لئے بطورِ قرض لیکر خرچ کر دیا ہو، اُس کو کیا کرنا چاہیئے؟

جواب: میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رضا خان عَلَیہِ رَحمَۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: مسجِد خواہ غیر مسجِد کسی کی **اَمانت** اپنے صَرف میں لانا اگرچہ قرض سمجھ کر ہو **حرام و خِیانت** ہے۔ توبہ و اِستِغفار فرض ہے اور **تاوان** لازِم، پھر (اُتنی ہی رقم) دے دینے سے **تاوان** ادا ہو گیا، وہ گناہ نہ مٹا جب تک توبہ نہ کرے۔ وَاللّٰہُ تعالٰی اَعلم۔ (فتاوٰی رضویہ ج۱۶ص ۴۸۹)

تاوان ادا کرنے کا طریقہ

سُوال: چندہ غَیرِ مَصرَف میں خَرچ کر دیا اب اس کا تاوان (ضَمان) ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: ایسے معاملے میں **تاوان** (ضَمان) ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس نے **چندہ** دیا اُسے اِطّلاع کرے کہ میں نے آپ کے بتائے ہوئے مَصْرَف (یعنی آپ نے جہاں جہاں خرچ کرنے کا کہا تھا یا جن کاموں میں خرچ کیا جانا چاہیئے تھا اس) کے علاوہ میں خَرچ کر دیا ہے، اگر **چندہ** دینے والا اسے دُرُست قرار دے دے (یعنی مَثَلاً کہہ دے کوئی حرج نہیں) تو یہ بَرِیُّ الذِّمّہ ہو جائے گا اور اگر وہ اسے دُرُست نہ قرار دے تو جس کے چندے کی جتنی رقم غَلَط استِعمال کر دی اُتنی ہی رقم پلّے سے چندہ دینے والے کو ادا کرے مَثَلاً مسجِد کے وُضو خانے کی تعمیر یا وُضو کے پانی کیلئے ٹینکر منگوانے کی مَدّ میں جو **چندہ** کیا وہ وَیسے ہی یا بچ جانے کی صورت میں **چندہ**

دینے والے کی اجازت کے بِغیر مسجِد کے **رنگ چُونے** میں خَرْچ کر دیا تو جتنی رقم رنگ چُونے پر خَرْچ کی وہ اپنے پلّے سے **چندہ** دینے والے کو لوٹائے، وہ فوت ہو چکا ہو تو اُس کے وارِثوں کو دے اگر **بالِغ** وارِث کسی اور نیک کام میں صَرْف کرنے کی اجازت دے دیں تو جو جو اِجازت دیگا اُسی کے حصّے میں سے صَرْف کیا جا سکتا ہے اور اگر ان میں **نابالِغ** یا **پاگل** بھی ہیں تو ان کا حصّہ ہر صورت میں ادا کرنا واجِب ہے، کیونکہ وہ اجازت دینے کے شرعاً اہل نہیں۔ اگر **چندہ** دینے والے کا کوئی وارِث نہ ہو یا کسی طرح چندہ دینے والے کا پتا نہ لگے تو اب **چندہ** جس مَدّ میں (یعنی جس کام کے لئے) لیا تھا اُسی طرح کے کام میں **تاوان** والی رقم خرچ کر دے، اگر یہ بھی نہ بن پڑے تو اس کا حکم لُقَطے کے مال (یعنی گری پڑی ملنے والی چیز) کی طرح ہے یعنی مساکین میں خیرات کر دے یا کسی بھی مَصْرَفِ خیر مَثَلاً مسجد مدرَسہ وغیرہ میں بھی صَرْف کر سکتا ہے۔

میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رضا **خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن **فتاوٰی رضویہ جلد23 صَفْحَہ 563** پر فرماتے ہیں: ''چندے کا روپیہ چندہ دینے والوں کی مِلک رہتا ہے جس کام کے لئے وہ دیں، جب اس میں صَرْف نہ ہو تو فرض ہے کہ انہیں کو واپس دیا جائے یا کسی دوسرے کام کے لئے (استعمال کر لیں جس کی) وہ اجازت دیں، ان (چندہ دینے والوں) میں جو (زندہ) نہ رہا ہو ان

کے وارِثوں کو دیا جائے یا ان کے عاقِل بالغ (وُرَثاء) جس کام میں (صَرف کرنے کی) اجازت دیں (اس میں استعمال کریں) ہاں جو ان میں (زندہ) نہ رہا اور ان کے وارث بھی (زندہ) نہ رہے یا پتا نہیں چلتا یا معلوم نہیں ہوسکتا کہ کس کس سے لیا تھا کیا کیا تھا وہ **مِثلِ مالِ لُقْطہ** ہے۔ مَصْرَف خیر مِثلِ مسجِد اور مدرَسۂ اہلِ سنّت و مَطْبعِ اہلِ سنّت وغیرہ میں صَرف ہوسکتا ہے۔ وھُوَ تعالٰی اعلم۔'' مزید معلومات کیلئے **فتاوٰی رضویہ** جلد 16 صَفْحہ 134 پر لکھا ہوا **اِسْتِفْتاء** اور فتوٰی پڑھ لیجئے۔

چندے کی رقم گُم ہو گئی تو؟

سُوال: کسی کے پاس چندے کی رقم اَمانتاً رکھی ہوئی تھی اور وہ گم ہوگئی یا کسی نے چُرا، یا چھین لی ایسی صورت میں بھی کیا اُس کو **تاوان** دینا ہوگا؟

جواب: اَمانت کا مال اگر اچّھی طرح سنبھال کر رکھا اور ضائع ہوگیا تو **تاوان** نہیں ورنہ ہے۔ میرے آقا **اعلٰی حضرت**، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی خدمتِ سراپا عَظَمت میں **عرض** کی گئی: مُتَوَلّیٔ وَقْف کے مَسکَن (یعنی مکان) و صندوق سے مالِ وَقْف **چوری** ہوگیا **تاوان** لازِم ہے یا نہیں؟

الجواب: اگر مُتَوَلّی نے کوئی بے اِحتِیاطی نہ کی تو اُس پر **تاوان** نہیں، اگر وہ قَسَم کھا لے گا تو اُس کی بات مان لی جائیگی اور اگر بے اِحتِیاطی کی مَثَلاً صندوق کُھلا چھوڑ

دیا، غیر محفوظ جگہ رکھا تو اس پر **تاوان** ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۵۶۹، ۵۷۰ مُلَخَّصاً)

مدرَسے کے چندے کے غلط استعمال میں تاوان کی صورتیں

سُوال: مدرَسے کی کسی خاص مدّ میں لئے ہوئے چندے کے غَلَط استِعمال کی وجہ سے اگر **تاوان** لازِم آئے تو وہ تاوان کسے دینا ہوگا؟

جواب: اس مسئلے کی **مُتَعَدَّد** صورتیں ہیں۔ ان میں سے **چار صورتیں** عرض کرتا ہوں: **﴿1﴾** اگر وہ زکوٰۃ یا فِطرہ وغیرہ صَدَقاتِ واجِبہ کی رقم یا چیز تھی تو فقیرِ شَرْعی کو دینے (شَرْعی حِیلہ کرنے) سے پہلے بے جا (مَثَلاً مُدَرِّسین کی تنخواہوں یا تعمیراتی کاموں وغیرہ میں) استِعمال کی صُورت میں اِس کا **تاوان** زکوٰۃ یا فطرہ وغیرہ صدقاتِ واجِبہ جس نے دیئے تھے اُسی دینے والے کو ادا کرے **﴿2﴾** اگر وہ آلات و اسباب چولھے، برتنوں اور دیگر سامان کے مدّ کی چیز ہے جو کہ چندہ دینے والے کی مِلک پر باقی رہتی ہے تو بھی بے جا استِعمال کی صورت میں تاوان چندہ دینے والے کو ہی دیا جائے گا **﴿3﴾** اگر وہ عام صدقاتِ نافِلہ (عطیّات DONATIONS) ہیں تو اگر وہ مدرَسے کے مُتَوَلّی یا مُتَوَلّی کے وَکیل یعنی **ناظِم** و **مُہْتَمِم** کو دیدیے گئے مَثَلاً **ناظِم** کو دیئے گئے اور اس نے اس میں بیجا تَصَرُّف کر کے ہَلاک کر دیا تو وہ **تاوان** کی رقم **مدرَسہ میں جَمْع کروائے گا** اور اگر یہ صَدَقاتِ نافِلہ، دینے والے کے وکیل ہی کے پاس تھے اور ابھی مدرَسے کو نہیں دئے گئے تھے اور اس میں بیجا تصرُّف ہوا تو اب **تاوان** کی

رقم چندہ دینے والے کو دی جائے گی اور وہ نہ ہو تو اس کے وُرَثاء کو اور وہ نہ ملیں تو کسی فقیرِ شَرعی کو دیدیں اگرچہ وہ فقیرِ شَرعی اسی مدرَسے کا طالبِ علم ہو اور طالبِ علم چاہے تو قبضے کے بعد وہ رقم مدرَسے کو دیدے ﴿4﴾ اگر یہ مسئلہ کھانے وغیرہ کے مُتَعلِّق ہو مَثَلاً ناظِم نے مدرَسے کا کھانا کسی غیرِ مُستحِق کو کھلا دیا تو اس صُورت میں تاوان کی رقم مدرَسے میں جَمْع کروائی جائے گی۔ اور ان سب صورَتوں میں توبہ بھی لازِم ہوگی۔

زکوٰۃ غیرِ مَصْرَف میں خَرْچ کر دی، اُس کا حل؟

سُوال: مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اگر کسی چندہ وُصول کرنے والے نے زکوٰۃ یا فِطرہ بِغیر حِیلۂ شَرْعی کے غیرِ مَصْرَفِ زکوٰۃ و فِطرہ میں خرچ کر ڈالا ہو تو اس کی توبہ کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: یہاں جَہالت عُذْر نہیں، اِس نے کیوں نہیں سیکھا! کہ جس کو چندہ جَمْع کرنا ہو یا چندہ خَرْچ کرنا ہو اُس کیلئے اِس کے ضَروری مسائل جاننا **فرض** ہے۔ نہیں سیکھا تو فرض کا تارِک اور گنہگار رہا۔ بِالفرض کسی نے زکوٰۃ یا فِطرہ کی رقم کو بِغیر حِیلۂ شَرعی غیرِ مَصْرَفِ زکوٰۃ و فطرہ میں خرچ کر ڈالا تو توبہ کے ساتھ ساتھ اُس پر تاوان بھی لازِم آئیگا۔ مَثَلاً کسی نے **دعوتِ اسلامی** کو زکوٰۃ دی اور ذِمّہ دار نے بِغیر حِیلہ کئے وہ رقم تعمیرِ مسجِد یا مدرِّس کی تنخواہ یا اسی طرح کے نیک کاموں میں صَرْف کر دی تو توبہ

کے ساتھ ساتھ اُسے پلّے سے **تاوان** ادا کرنا ہوگا اگرچہ وہ رقم لاکھوں بلکہ کروڑوں کی ہو، اِس کیلئے **فقط زَبانی توبہ کافی نہیں**۔

تاوان کی رقم نہ ہو تو....؟

سُوال: جس نے لاکھوں روپے کی زکوٰۃ بغیر حِیلے کے غیرِ مَصْرَف میں صَرْف کر دی ہو اور اب مسئلہ معلوم ہوا ہو مگر **تاوان** دینے کیلئے رقم نہ ہو تو کیا کرے؟

جواب: اگر یہ اب فقیرِ شَرْعی ہے تو اُس پر جتنا **تاوان** ہے اُتنی زکوٰۃ دیکر اُس کو اِس کا مالِک بنا دیا جائے، اب جن جن کی زکوٰۃ کا اس نے غَلَط استِعمال کر ڈالا تھا مذکورہ طریقۂ کار کے مُطابِق **تاوان** ادا کرے۔ یعنی جن جن صاحِبان کی زکوٰۃ تھی اُن کو یا اُن کے وکیلوں کو لوٹائے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی اور فقیرِ شَرْعی زکوٰۃ وفطرہ کی رقم اپنی مِلک بنا لینے کے بعد جس پر **تاوان** چڑھا ہوا ہو اُس کو تُحفے میں دیدے یا اِس کا قبضہ ہونے کے بعد اُس کی اجازت لیکر اُس کی طرف سے **تاوان** ادا کر دے۔ اور دُونوں صورَتوں میں **توبہ** بھی کرے۔ یہ حِیلہ اس لئے بیان کیا گیا کہ لاعلمی کی وجہ سے حُسنِ نیّت کے باوُجُود جو اس گناہ اور تاوان میں مبتلا ہوگئے انہیں سَہولت ہو جائے۔ یہ نہیں کہ اس حِیلے کو بُنیاد بنا کر زکوٰۃ و صَدَقات وغیرہ کو مَعَاذَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ناجائز وحرام طریقے سے استِعمال کرنا شروع کر دیا جائے! اگر اس نیّت سے فِعْلِ حرام کا اِرْتِکاب کیا کہ بعد میں توبہ کر لوں گا اور حِیلے

کے ساتھ تاوان سے بھی چھٹکارا حاصل کرلوں گا تو بعض صورتوں میں لُزُومِ کُفر کا حکم بھی ہوسکتا ہے۔

اگر کسی سیِّد پر تاوان چڑھ گیا ہو تو.....؟

سُوال: اگر کسی سیِّد صاحِب نے یہ بھول کی ہو تو کیا کریں کیونکہ سیِّد زادے سے تو زکوٰۃ کا حیلہ بھی نہیں کرواسکتے؟

جواب: کسی سیِّد صاحِب نے مَثَلاً زید کے ایک لاکھ روپے کی زکوٰۃ غیر مَصْرَف میں صَرف کردی تو اب بطورِ چندہ ملی ہوئی زکوٰۃ کا کسی فقیرِ شَرعی کو مالِک بنادیا جائے۔ فقیرِ شَرعی قبضہ کر لینے کے بعد وہ رقم سیِّد صاحِب کی نَذر کردیں، اب سیِّد صاحِب قبضہ کر لینے کے بعد اُس رقم کو تاوان کے مَد میں ادا کریں یعنی جن صاحِبان کی زکوٰۃ میں خطا کی گئی تھی اُن کو یا ان کے وکیل کو وہ رقم لوٹادیں۔ اور توبہ بھی کریں۔

زکوٰۃ فِطرہ غیرِ مَصْرَف میں خَرچ کرڈالا اب کیا کرے؟

سُوال: کئی اَفراد کی زکوٰۃ، فطرے کی رقم بِغیر حیلہ کئے غیرِ مَصْرَف میں مَثَلاً تعمیرِ مسجِد و مدرَسہ اور امام ومؤَذِّن اور مدرِّسین وغیرہ کی تنخواہوں میں استِعمال کرڈالی! مَسئَلہ (مَس۔ءَ۔لہ) معلوم ہونے پر اب نادِم ہے۔ زکوٰۃ وفطرہ دینے والوں یا ان کے وکیلوں وغیرہ کی کوئی پہچان نہیں۔ رقم کی گنتی بھی نہیں معلوم، یہ اُلجھن کیسے حل ہو؟

جواب: اگر اَصل مالِکان یا ان کے وکیلوں کا کسی بھی صُورت میں معلوم نہ ہوسکے یا ان کا

انتِقال ہو گیا ہو اور وُرَثاء تک رَسائی ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں اگر رقم یاد ہے تو شخصِ مذکور (یعنی جس نے یہ غَلَطی کی ہے وہ) اتنی رقم فُقَراء پر تصدُّق (خیرات) کر دے اور اللہ تَعَالٰی کی بارگاہ میں توبہ واستِغفار کی کثرت کرتا رہے یوں اُمّید ہے کہ اللہ تبارَک وَتعالٰی اس کے حقِّ عبد سے سُبکدوشی کی کوئی سَبیل فرمادے۔ اور اگر یہ بھی یاد نہیں کہ کتنی رقم تھی جو کہ غیرِ مَصْرَف میں استِعمال کر ڈالی اور اس پر دُرُست اطّلاع کی بھی کوئی سَبیل نہیں تو ایسی صُورت میں تحَرّی کرے یعنی غور کرے کہ اندازاً کتنی رقم اس نے خَرْچ کی ہو گی پھر جتنی رقم پر گُمان غالب ہو احتِیاطاً اس سے کچھ زیادہ رقم فُقَراء کو صَدَقہ کر دے۔

ہر فرد مسائل نہیں جانتا، اس کا حل؟

سُوال: دعوتِ اسلامی بہُت ہی بڑی تحریک ہے، ہر فرد عُمُوماً مسائل سے واقِف نہیں ہوتا، ان مُعاملات کا حل کیا؟

جواب: میرے آقا اعلٰی حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: عِلْمِ دِین سیکھنا اس قدر کہ مذہبِ حق سے آگاہ، وُضو، غُسل، نَماز، روزے وغیرہا ضَروریات کے اَحکام سے مُطَّلع ہو۔ تاجر تجارت، مُزارِع (کسان) زَراعت، اَجیر (مزدور، ملازم) اِجارے، غَرَض ہر شخص جس حالت میں ہے اُس کے مُتَعلِّق اَحکامِ شَریعت سے واقِف ہو فَرضِ عَین ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۲۳ ص ۶۴۷، ۶۴۸)

نیز جس پر زکوٰۃ فَرض ہوئی اُس پر یہ بھی فرض ہے کہ زکوٰۃ کے ضَروری مسائل سیکھے اِسی طرح چندہ لینے والے پر بھی یہ فرض ہے کہ اِس کے ضَروری مسائل سیکھے۔ دیکھئے! نَفس کی چال میں آ کر ہمّت ہار کر کہیں دینِ اسلام کی عظیم خدمتوں کیلئے کئے جانے والے چندوں سے ہی کَنارہ کشی نہ کر بیٹھیں، بِالفرض چندہ کرنا تَرک کر بھی دیا تب بھی نہ جاننے والے کیلئے مزید کئی طرح کے عُلوم سیکھنے فرض ہیں جن کی ہلکی سی جھلک آپ نے فتاوٰی رضویہ شریف کے جُزیئے میں مُلاحظہ فرمائی۔ لہٰذا ہمّت کیجئے اور سیکھنے پر کمر بَستہ ہو جایئے۔ میری ہر ذِمّے دار اسلامی بھائی کی خدمت میں عاجزانہ مَدَنی اِلتجا ہے کہ جس کو چندہ یا قربانی کی کھالیں وُصول کرنے کی اجازت دیں اُس کی شَرعی مسائل میں تربیت بھی فرمائیں۔

چندہ کرنے والوں کی تربیت کا طریقہ

سُوال: چندہ اور کھالیں وُصول کرنے والوں کی تربیت کی کیا صُورت ہونی چاہئے؟

جواب: فتاوٰی رضویہ اور بہارِ شریعت وغیرہ مُبارَک کتابیں ان مسائل سے مالا مال ہیں ان کا مُطالعہ کیا جائے۔ نیز یہی کتاب: ”**چندے کے بارے میں سُوال جواب**“ پڑھنے کی اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کو سخت تاکید کیجئے، وَقت مخصوص کر کے اِس کتاب کے درس کا سلسلہ فرمایئے، جو مسئلہ سمجھ میں نہ آئے اُسے اپنی اٹکل سے حل کرنے کی بھول کرنے کے بجائے عُلَمائے اہلسنّت سے رُجوع کیجئے۔ سمجھنے کا

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم: جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُودِ پاک نہ پڑھا اس نے جنّت کا راستہ چھوڑ دیا۔ (طبرانی)

بہتر طریقہ یہ ہے کہ اِس کتاب سے مطلوبہ ''سُوال جواب'' عالِم صاحِب کو دکھا کر رہنمائی کی درخواست کیجئے۔ ضِمناً مشورہ ہے کہ عُلَمائے کرام کی خدمت میں بصدِ نیاز یہ کتاب نذر کر کے اُن کی دُعائیں لیجئے۔ اگر دعوتِ اسلامی کی ہر ذَیلی سَطْح کا ذِمّے دار اسلامی بھائی (اور اسلامی بہن) اپنی اور اپنے اپنے ماتحتوں کی تربیت کا بیڑا اُٹھالے تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ لاکھوں اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کی تربیت ہو جائے گی۔ اِس سلسلے میں اوپر سطح کے ذِمّے داروں کو مل کر ''مَدَنی تحریک'' چلانی ہوگی۔

چندہ ذاتی اَکاؤنٹ میں جَمْع کروانا کیسا؟

سُوال: کسی نے مدرَسے کے چندے کی رقم اپنی ذاتی رقم میں اِس طرح ملادی کہ ایک ہی طرح کے سب نوٹ آپس میں مل گئے اور مقصد یہ تھا کہ جب ضَرورت پڑے گی نکال کر مدرَسے پر خَرْچ کردوں گا۔ اُس کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: اگرچہ اُس کی نیّت رقم کھاجانے کی نہیں تھی تاہم وہ گنہگار ہے کیوں کہ چندے کی رقم اپنے ذاتی مال میں اِس طرح ملادینا کہ نوٹوں وغیرہ کی شناخْت نہ رہے جائز نہیں۔ نیز اِس میں مزید قَباحتیں بھی ہیں مَثَلاً اگر کسی کو معلوم ہوگیا تو **تُہمت** لگے گی، فوت ہوگیا تو وہ رقم ڈُوب جانے کا اِمْکان موجود ہے۔ **چندے** کی رقم اپنے گھر وغیرہ میں رکھنی پڑے تب بھی اُس میں چِٹّھی لکھ کر ڈالدینی چاہئے کہ یہ فُلاں فُلاں مدّ میں فُلاں فُلاں سے اِتنا اِتنا لیا ہوا **چندہ** ہے۔ بَہَرحال کوئی بھی ایسی تدبیر

اِختیار کرنی چاہئے جس سے دنیا میں بعد والوں کو آسانی اور آخرت میں اپنی گلو خلاصی ہو۔ چندے کی رقم اپنے مال میں خَلْط مَلْط کر دینے کی مُمانَعت کے مُتَعَلِّق میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کا فتویٰ مُلاحَظہ ہو۔ چُنانچِہ ایک سُوال کے جواب میں فرماتے ہیں: ''جبکہ وہ اَشْرَفیاں وکیل (یعنی چندہ لینے والے) نے اپنے مال میں خَلْط کر لیں (یعنی اِس طرح مِلا ڈالیں) کہ اب تمیز نہیں ہو سکتی (توچندہ دینے والے کا) وہ مال ہلاک ہو گیا اور وکیل (یعنی لینے والے) پر اس کی ضَمان (تاوان) لازِم ہوئی۔ کیونکہ کسی کے مال کو اپنے مال میں ملا دینا اسے ہَلاک کرنا ہے اور ہَلاک کرنے والا غاصِب (یعنی غَصْب کرنے والے) کی طرح ہے اور غَصْب پر ضَمان (تاوان) ہے۔'' اِلَخ

(فتاوٰی رضویہ ج ۲۳ ص ۵۵۴ مُلَخَّصاً)

مالِ غَصْب کی تعریف

سُوال: مالِ غَصْب کی کیا تعریف ہے؟

جواب: صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: مالِ مُتَقَوِّم (یعنی جسے شریعت نے مال قرار دیا ہو) مُحْتَرَم (یعنی شریعت نے جسے قابلِ حُرمت قرار دیا ہے) منقول (یعنی قابلِ مُنْتَقِلی مال وسامان) سے جائز قبضے کو ہٹا کر ناجائز قبضہ کرنا غَصْب ہے جبکہ یہ قبضہ خُفْیَۃً (یعنی پوشیدہ طور

پر) نہ ہو۔ (بہارِ شریعت ج ۳ ص ۲۰۹)

سُود سے مسجِد کے اِستِنجا خانے بنانا کیسا؟

سُوال: سُودی رقم سے غریبوں کی مدد کرنا یا مسجِد کے اِستِنجا خانے تعمیر کروانا کیسا؟ کیا سُودی رقم چندہ میں دی جاسکتی ہے؟

جواب: کسی نے سُود اگرچہ نیک کاموں میں خرچ کرنے کیلئے لیا تاہَم اُسے سُود لینے کا گُناہ ہوگا۔ کسی بھی نیک کام میں سُود اور مالِ حرام نہیں لگایا جاسکتا۔ بلکہ سُودی مال کے مُتعلِّق حکم یہ ہے کہ جس سے لیا اسے واپَس کریں یا اس مال کو صَدَقہ کریں جبکہ رشوت، چوری یا گناہوں کی اُجْرت کے بارے میں حکم یہ ہے کہ انہیں بھی نیک کاموں میں خرچ نہیں کر سکتے بلکہ ان میں تو یہ ضَروری ہے کہ جس کی رقم ہے اُسے ہی واپَس لوٹائے اور وہ نہ رہے ہوں تو اس کے وُرَثاء کو دے اور وہ بھی نہ ملیں تو پھر صَدَقہ کرنے کا حکم ہے چُنانچِہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رَضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: جو مال رشوت یا تَغَنِّی (یعنی گانے) یا چوری سے حاصل ہوا اس پر فرض ہے کہ جس جس سے لیا ان پر واپَس کر دے، وہ نہ رہے ہوں ان کے وُرثہ کو دے، پتا نہ چلے تو فقیروں پر تصدُّق کرے۔ خریدوفروخت کسی کام میں اس مال کا لگانا حرامِ قَطْعی ہے بِغیر صُورتِ مذکورہ کے کوئی طریقہ اس کے وَبال سے سُبکدَوشی کا نہیں یِہی حکم سُود وغیرہ عُقُودِ فاسِدہ کا ہے

فَرق صِرف اتنا ہے کہ یہاں جس سے لیا بالخصوص انہیں واپَس کرنا فرض نہیں بلکہ اسے اختیار ہے کہ (جس سے لیا ہے) اسے واپَس دے خواہ ابتِداءً تصدُّق (یعنی خیرات) کردے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۲۳ ص ۵۵۱) اور یہ بھی یاد رکھئے کہ سُود و رِشوت وغیرہ حرام مال کو نیک کاموں میں خَرچ کر کے ثواب کی اُمّید رکھنے کے بارے میں میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیہِ رَحمَۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: اُسے یعنی مالِ حرام کو خیرات کر کے جیسا پاک مال پر ثواب ملتا ہے اس کی اُمّید رکھے تو سخت حرام ہے، بلکہ فُقَہاء (رَحِمَھُمُ اللہُ تعالٰی) نے کُفر لکھا ہے۔ ہاں وہ جو شَرع نے حکم دیا کہ حقدار (یعنی جس کا مال ہے وہ، یا وہ نہ رہا ہو تو اُس کا وارِث اور وہ بھی) نہ ملے تو فقیر پر تَصَدُّق (خیرات) کردے اِس حکم کو مانا تو اِس پر (یعنی حکمِ شریعت پر عمل کرنے پر) ثواب کی اُمّید کر سکتا ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۲۳ ص ۵۸۰)

سُود کے پیسوں سے حج

سُوال: سُود وغیرہ حرام مال سے حج قبول ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: قبولیّت کی اُمّید نہیں۔ دعوتِ اسلامی کے اِشاعَتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صَفْحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت جلد اول'' صَفْحہ 1051 پر صدرُ الشّریعہ، بدرُ الطّریقہ، حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: توشہ مالِ حلال سے لے ورنہ قبولِ حج کی اُمّید نہیں اگرچہ فرض اتر جائیگا۔

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم: جو لوگ اپنی مجلس سے اللہ کے ذکر اور نبی پر دُرُود شریف پڑھے بغیر اُٹھ گئے تو وہ بدبُودار مُردار سے اُٹھے۔ (شعب الایمان)

لُوٹ کے مال سے حج کرنے والے کی لرزہ خیز حِکایت

بعض مشائخ فرماتے ہیں: ہم ایک مرتبہ حج کو جارہے تھے کہ راستے میں ہمارے قافِلے کا ایک حاجی چل بسا۔ ہم نے کسی سے پھاوڑا مانگ کرلیا۔ قَبْر کھودی اور اُس کو اُس میں دَفْن کردیا۔ بے خیالی میں پھاوڑا قبر ہی میں رَہ گیا، **پھاوڑا نکالنے کے لئے ہم نے جب قبر کھودی تو ایک لرزہ خیز منظر نگاہوں کے سامنے تھا، اس شخص کے ہاتھ پَیر پھاوڑے کے حلقے میں جکڑے ہوئے تھے!** ہم نے قَبْر فوراً بند کر دی اور پھاوڑے والے کو کچھ پیسے دے کر جان چھڑالی۔ پھر وطن واپَسی پر مرحوم حاجی کی بیوہ سے اُس کے اعمال کے بارے میں معلومات کی تو اُس نے بتایا کہ ایک مرتبہ اِس کے ہمراہ ایک مال دار شَخْص نے سفر کیا۔ راستے میں اِس نے اُس کو مار ڈالا اور اُسکے مال پر قبضہ کرلیا اب یہ حج اور جہاد سب کچھ اُسی کے مال سے کرتا رہا ہے۔ (شَرْحُ الصُّدُور ص ١٧٤)

حرام مال سے حج کرنے والے کی شامت

میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ **امام اَحمد رَضا خان** عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: **سُود کے روپیہ سے جو کارِ نیک کیا جائے اِس میں اِسْتِحقاقِ ثواب نہیں۔ حدیث شریف** میں ہے: جو مالِ حرام لے کر **حج** کو جاتا ہے جب **لَبَّیْک** کہتا ہے، ہاتِف، غیب سے جواب دیتا ہے: نہ تیری **لَبَّیْک** قبول، نہ

فرمانِ مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم: جس نے مجھ پر روزِ جمعہ دو سو بار دُرُودِ پاک پڑھا اُس کے دو سو سال کے گناہ مُعاف ہوں گے۔ (جمع الجوامع)

خدمت پذیر اور تیرا حج تیرے منہ پر مَردود ہے۔[1] یہاں تک کہ تُو یہ مالِ حرام (جو) کہ تیرے قبضے میں ہے اُس کے مُستَحِقّوں کو واپَس دے۔ حدیث میں ہے: رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: ''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ پاک ہے، پاک ہی چیز کو قَبول فرماتا ہے۔''[2]

سود نہ لیں تو بینک والے غَلَط استِعمال کر سکتے ہیں!

سُوال: آج کل ''سیونگ اَکاؤنٹ (SAVING ACCOUNT) پر'' بینک سے سُود ملتا ہے، اگر ہم نہ لیں تو بینک والے اِس کا غَلَط استِعمال کرتے ہیں بدمذہبوں پر صَرْف کرنے کا بھی امکان رہتا ہے، کیا ایسی صورت میں بھی ہم سُود لیکر بغیر نیّتِ ثواب کسی کارِ خیر میں خَرْچ نہیں کر سکتے؟

جواب: ایسی صورت میں بھی اگر بینک سے سُود لیں گے تو گنہگار ہوں گے۔ سیونگ اَکاؤنٹ (SAVING ACCOUNT) کُھلوانا ہی جائز نہیں کیوں کہ اس پر سُود بنتا ہے۔ عُلَماءِ کرام سیوِنگ اَکاؤنٹ کھلوانے سے مَنْع فرماتے ہیں ہاں کرنٹ اَکاؤنٹ (CURRENT ACCOUNT) کُھلوانے کی اجازت دیتے ہیں کیوں کہ اِس میں سُود نہیں بنتا۔ یاد رکھئے! شریعت میں سُود حرامِ قَطْعی ہے، سُود لینے والا، دینے والا، اس کی گواہی دینے والا، اِس کا کاغذ لکھنے والا سبھی گنہگار اور

مدینہ

[1] اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین ج۴ ص ۷۲۷ [2] صَحِیح مُسلِم ص۵۰۶ حدیث ۱۰۱۵

عذابِ نار کے حقدار ہیں **سُود کی مَذَمَّت** پر تین عبرتناک روایات پڑھئے اور خوفِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ سے لرزیئے:

﴿۱﴾ خون کی نَہر

سرکارِ والا تبار، بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم **کا فرمانِ عبرت نشان** ہے: ''میں نے شبِ معراج دیکھا کہ دو شخص مجھے اَرضِ مُقدَّس (یعنی بیتُ المقدَّس) لے گئے، پھر ہم آگے چل دیئے یہاں تک کہ ہم ایک **خون کی نَہر** پر پہنچے جس کے اندر ایک شخص کھڑا ہوا تھا، اور نَہر کے کَنارے پر دوسرا شَخص کھڑا تھا جس کے سامنے پتّھر رکھے ہوئے تھے، نَہر میں موجود شخص جب بھی باہَر نکلنے کا ارادہ کرتا تو کَنارے پر کھڑا شخص ایک پتّھر اس کے منہ پر مار کر اسے اس کی جگہ لوٹا دیتا، اسی طرح ہوتا رہا کہ جب بھی وہ (نَہر والا) شخص کَنارے پر آنے کا ارادہ کرتا تو دوسرا شخص اُس کے منہ پر پتّھر مار کر اسے واپَس لوٹا دیتا، میں نے پوچھا: ''یہ نَہر میں کون ہے۔'' جواب ملا: ''یہ **سُود کھانے والا** ہے۔'' (بُخارِی ج۲ ص ۱٤ حدیث ۲۰۸۵)

﴿۲﴾ گویا ماں کے ساتھ زِنا

خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحمَۃٌ لِّلْعٰلمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم **کا فرمانِ عبرت نشان** ہے: ''**سُود**، 72 گناہوں کا مجموعہ ہے، ان میں سب سے ہلکا اِس طرح ہے جیسے آدمی اپنی **ماں** سے **زِنا** کرے اور سب سے بڑھ کر زیادتی کسی مسلمان کی بے عزّتی کرنا ہے۔'' (اَلْمُعْجَمُ الْاَوْسَط لِلطَّبَرانی، ج۵ ص ۲۲۷ حدیث ۷۱۵۱)

﴿۳﴾ پیٹ میں سانپ

حُضُورنبیِ کریم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ارشادِ عبرت بُنیاد ہے: معراج کی رات میرا گزر کچھ ایسے لوگوں پر ہوا جن کے پیٹ گھروں کی طرح تھے جن میں سانپ تھے جو پیٹوں کے باہَر سے بھی نظر آرہے تھے، میں نے جبرئیل (عَلَیہِ السَّلام) سے دریافت فرمایا: "یہ کون ہیں؟" تو انہوں نے بتایا: "یہ سُود کھانے والے ہیں۔" (ابن ماجہ ج۳ ص۷۲ حدیث ۲۲۷۳)

مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیہِ رَحمَةُ الحَنّان اس حدیثِ پاک کے تَحت فرماتے ہیں: آج اگر ایک معمولی کیڑا پیٹ میں پیدا ہوجائے تو تندرُستی بگڑ جاتی ہے، آدمی بیقرار ہوجاتا ہے تو سمجھ لو کہ جب اُس کا پیٹ سانپوں بچّھوؤں سے بھر جائے تو اُس کی تکلیف و بیقراری کا کیا حال ہوگا! ربّ (عَزَّوَجَلَّ) کی پناہ۔ (مراٰۃ المناجیح ج ٤ ص ۲۵۹)

مدرَسے میں آنے والے مہمانوں کی خاطر تواضُع

سُوال: دعوتِ اسلامی کے جامِعۃُ الْمدینہ میں مہمان آتے ہیں، اُن کی خیر خواہی یعنی کھانا اور چائے پانی وغیرہ جامِعۃُ الْمدینہ کے چندے سے کرسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: کوئی سا بھی دینی مدرسہ ہو سب کیلئے یہ مسئلہ ہے کہ جتنا عُرف جاری ہو اُتنی مہمان نوازی کرسکتے ہیں مگر واقِعی مہمان ہونے چاہئیں جیسا کہ عُلَماء و مَشائخ کرام اور شخصیّات دعوتِ اسلامی کے مختلف جامِعۃُ الْمدینہ کے دَورے پر تشریف لاتے

ہیں۔ان حضرات کی ان کے ساتھ خُصُوصی طور پر تشریف لائے ہوئے رُفقا سمیت خَیر خواہی (خاطر تواضُع) کر سکتے ہیں۔ضرورتاً میزبانی کرنے والے بھی مہمانوں کے ساتھ کھانے پینے میں شریک ہو سکتے ہیں۔ خلافِ عُرف و عادت اپنے دوستوں اور رشتے داروں کو ٹھہرانا اور کھلانا پلانا روا (یعنی جائز) نہیں۔

غیرِ مُستَحِق نے مدرَسے کا کھانا کھا لیا تو؟

سُوال: اگر مدرَسے کے طَلَبہ کا کھانا کسی غیرِ حقدار نے کھالیا تو گناہ و تاوان کس پر؟

جواب: اگر مدرَسے کی اِنتِظامیہ کے مقرَّر کردہ ذِمّہ دار یا کھانا تقسیم کرنے والے نے جان بوجھ کر غیرِ حقدار کو خود کھانا دیا تو گنہگار ہوا توبہ بھی کرے اور تاوان بھی دے۔اگر کھانے والے کو بھی پتا ہے کہ میں حقدار نہیں ہوں تو یہ بھی گنہگار ہے مگر اِس صُورت میں اِس پر تاوان نہیں،توبہ کرے۔اگر مدرَسے کا کھانا طَلَبہ میں بانٹا جا رہا تھا اور اس میں کوئی غیرِ حقدار بھی شریک ہو گیا تو اِس صُورت میں تاوان کھانے والے پر ہو گا بانٹنے والے پر نہیں۔

مَسئلہ معلوم نہ ہو اور کھا لیا تو؟

سُوال: اگر مسئلہ معلوم نہ ہو تو کیا پھر بھی جان بوجھ کر مدرَسے کے طَلَبہ کا کھانا کھالینا بصورتِ جہالت معصیَّت ہے؟

جواب: بعض صورَتوں میں معصِیَّت ہے مَثَلاً مدرَسے کا کھانا ہونا معلوم ہوا اور یہ کھانے والا

مدرَسے کا مخصوص مدعو نہیں (مَثَلاً مدرسے کے دورے (VISIT) پر آنے والی شخصیات کے ساتھ آئے ہوؤں میں سے نہیں) ہے تو بصورتِ جَہالت بھی گنہگار ہوگا کہ اس طرح کے مسائل جاننا ضَروری ہیں۔

غیرِ حقدار کو کھانا نہ دینا واجِب ہے

سُوال: اگر کھانا تقسیم کرتے وَقت غیرِ مُستَحِق کو دیکھ لیا تو اِس کو مَنْع کرنا واجِب ہوگا یا نہیں؟ اگر مَنْع نہیں کیا اور لاعلمی یا جَہالت کی وجہ سے کوئی شَخْص طَلَبہ کا کھانا کھانے میں مبتلا ہوا، کیا بانٹنے والا بھی گُنہگار اور تاوان کا سزاوار ہوگا؟

جواب: اگر غیرِ مُستَحِق کو دیکھ لیا اور اس کا غیرِ مستحِق ہونا بھی جانتا ہے تو اُسے کھانا نہ دینا واجِب ہے، دے گا تو گُنہگار اور تاوان کا سزاوار ہوگا۔ ہاں سب مل کر تھال میں کھا رہے ہیں اور اس (بانٹنے والے) نے اپنی طرف سے مُستَحِقین کو دیا اور غیرِ مستحِق کو دینے کی نیّت نہیں اور مَنْع پر قدرت بھی نہیں تو دینے والا گنہگار نہیں ہوگا۔ اگر مَنْع کرنے پر قادِر ہو اور مُرُوَّت میں مَنْع نہ کرے تو گنہگار ہوگا۔ مَنْع کرنے کیلئے مَوعِظۂ حَسَنہ سے کام لے یعنی کوئی عمدہ انداز اختِیار کرے مَثَلاً اُس کے کان میں نرمی سے کہدے یا مسئلہ لکھ کر پیش کردے تاکہ کسی قسم کی بدمزگی پیدا نہ ہو۔ اگر بار بار غیرِ حقدار شریک ہو جاتے ہوں تو یوں لکھ کر اپنے پاس رکھ لے اور دکھا دیا کرے: "انتہائی لَجاجت کے ساتھ مَدَنی اِلتجا ہے آپ مجھ سے ہرگز

ناراض نہ ہوں حکمِ شریعت عرض کرتا ہوں: یہ مدرَسے کا کھانا ہے، آپ کے لئے اس کا کھانا شرعاً جائز نہیں۔"

مدرَسے میں باہَر سے بَہُت سارا کھانا آجائے تو کیا کریں؟

سُوال: بعض اوقات لوگ شادی کی دعوت یا میِّت کے ایصالِ ثواب یا بُزُرگوں کی نیاز کا کھانا کثیر مقدار میں وہ بھی بے وَقْت مدرَسے میں بھجوادیتے ہیں۔ یہ کھانا یا تو طَلَبہ کو کام نہیں آتا، یا کچھ کام آتا ہے کچھ بچ جاتا ہے۔ اگر ضائع ہونے کا خوف ہو تو دوسروں کو کھلا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: عام مسلمانوں کو پیش کر دیا جائے۔ بے وَقْت دیا جانے والا کھانا عُمُوماً وہ ہوتا ہے جو تقاریب میں بچ جاتا ہے، ضائع ہونے کے خوف سے لوگ مدرَسے وغیرہ میں بھجوادیتے ہیں، غالِباً یہاں مقصود طَلَبہ کی خدمت نہیں ہوتی، ذِہن یہ ہوتا ہے کہ کسی کے بھی کام آجائے۔ اِس طرح کا کھانا بارہا مدارِس میں بھی ضائع ہو جاتا ہوگا۔ مدرَسے والوں کو چاہئے کہ ضَرورت نہ ہونے کی صورت میں قَبول نہ فرمائیں اگر قَبول کر ہی لیا تو اپنی ذمّے داری نبھائیں اور اسے ضائع ہونے سے بچائیں اور ثواب کمائیں، ممکِن ہو تو فِرِج میں رکھ دیں اور دوسرے دن کام میں لائیں۔ اِحتیاط اسی میں ہے کہ کھانا وُصول کرتے وَقْت کھانے کے مالِک سے طَلَبہ کو کھلانے کی قید ہٹوا کر ہر ایک کو کھلانے، بانٹنے وغیرہ کا اختِیار لے لیا جائے۔

مدرَسے کا کھانا بچ جائے تو......؟

سُوال: وہ کھانا جو مدرَسے میں پکایا گیا ہو اور بچ جائے دوسرے وَقْت طَلَبہ بھی نہ کھائیں، خراب ہو جانے کا اندیشہ ہونے کی صُورت میں کیا ایسا کھانا مَحَلّے میں تقسیم کر سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں مَحَلّے یا عام مسلمانوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

قافِلے والوں کا مَدْرَسے کے مَطْبَخ سے کھانا پکانا

سُوال: اگر جامِعۃُ الْمدینہ سے مُلحِقہ مسجد میں مَدَنی قافِلہ قیام کرے اور شُرکائے قافِلہ جامِعۃ الْمدینہ کے مَطْبَخ (مَطْ۔بَخ، یعنی باورچی خانے) میں اپنا کھانا پکالیں تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز نہیں۔ کیوں کہ گیس کا بِل، ماچس، برتن وغیرہ سب پر چندے کی رقم صَرْف کی جاتی ہے۔ بعض اَوقات ایسا بھی ہوتا ہوگا کہ لوگ جامِعۃُ الْمدینہ کیلئے برتن وغیرہ وَقْف کر دیتے ہوں گے۔ ایسی صورت میں بھی باہَر والوں کو استِعمال کی شرعاً اجازت نہیں ہوسکتی۔ مَدَنی قافِلے والوں کیلئے ضَروری ہے کہ اپنے چولھے برتن وغیرہ کی ترکیب رکھیں، نمک بھی کم پڑنے کی صورت میں مدرَسے سے نہ لیں۔ یہ بھی ذِہن میں رہے کہ یوں کہہ کر بھی نہیں لے سکتے کہ چلو ابھی لے لیتے ہیں، پیسے دیدیں گے یا جتنا لیا ہے اُس سے زیادہ دے دیں گے۔ ضِمناً عرض ہے کہ یہ اِحتیاط ہر جگہ لازِمی ہے کہ فِنائے مسجِد بلکہ خارِجِ مسجِد میں بھی ایسی جگہ پکائیں جہاں سے مسجِد کے اندر دھوآں یا بدبُو وغیرہ داخِل نہ ہو۔ کھانا کھانے

یا دھونے پکانے وغیرہ میں وہاں کی دری یا فرش وغیرہ بِالکل آلودہ نہ ہو اِس کا خیال رکھنا ضَروری ہے۔

قافِلے والوں کا فِنائے مسجِد میں کھانا پکانا

سُوال: کیا مَدَنی قافِلے والوں کا فِنائے مسجِد میں کھانا پکانا جائز ہے؟

جواب: مسجِد کو بدبُودار چیزوں سے بچانا واجِب ہے اگر فنائے مسجِد میں کھانا پکانے کے باوجود مسجِد کو (مَثَلاً ماچس کی تیلی جلنے پر اڑنے والی بدبُو، کچّے گوشت، کچّے لہسن و پیاز وغیرہ کی) بدبُو سے بچایا جاسکتا ہو تو جائز ہے[1] البتّہ اوپر دیے گئے جواب میں مذکور احتیاطیں ضَرور ملحوظ رہیں۔

کیا مَدَنی قافِلے والے جامِعۃُ الْمدینہ کا کھانا کھاسکتے ہیں؟

سُوال: مَدَنی قافلے کے مسافِر دعوتِ اسلامی کے جامِعۃُ الْمدینہ یا کسی بھی مدرَسے کے طَلَبہ کا کھانا کھاسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: نہیں کھاسکتے۔

مدرَسے کے کمبل دوسرا کوئی استِعمال کرسکتا ہے یا نہیں؟

سُوال: مسجد میں مَدَنی قافِلہ آکر ٹھہرے تو سردیوں کی صورت میں جامِعۃُ الْمدینہ کے

[1] مکتبۃ المدینہ کا مطبوعہ رسالہ ''مسجِدیں خوشبودار رکھئے'' (24 صفحات) کا مُطالَعہ بے حد ضَروری ہے۔ فیضانِ سنّت جلد اوّل باب فیضانِ رمضان میں بھی صفحہ 1207 تا 1227 اس رسالے کا مضمون موجود ہے۔

طَلَبہ کیلئے ملے ہوئے کمبل وغیرہ مَدَنی قافلے کے مسافر استِعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: طَلَبہ کو دیئے گئے کمبل طَلَبہ کے علاوہ اساتِذہ، عملہ اور مہمان استِعمال کر سکتے ہیں۔ ان کے سِوا مَدَنی قافِلے والے یا عام مسلمان استِعمال نہیں کر سکتے۔ ہاں دینے والے نے دینے سے قَبْل صَراحَت کر دی ہو یعنی واضِح الفاظ میں کہہ دیا ہو کہ مَدَنی قافِلے والے بلکہ ہر مسلمان کو استِعمال کرنے کا اختِیار ہے تو کر سکتے ہیں۔

مسجِد کے کُولر کا ٹھنڈا پانی گھر لے جانا

سُوال: اپنی دکان پر یا گھر میں پینے کیلئے مسجِد یا مدرَسے کے کولر سے ٹھنڈا پانی بھر کر لے جانا کیسا؟ اگر مُؤَذِّن صاحِب سے اِجازت لے لی ہو تو؟

جواب: ناجائز ہے۔ مُؤَذِّن، خادِم یا امام بلکہ مُتَوَلّی بھی چندے کی ان چیزوں کو خلافِ شریعت استِعمال کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔

مسجِد کا سادہ پانی بھر کر لے جانا

سُوال: تو کیا سادہ پانی بھی مسجِد یا مدرَسے سے بھر کر نہیں لے جایا جا سکتا؟

جواب: جہاں جہاں مسجد یا مدرسے میں سے بھر کر لے جانے کا عُرف ہے وہاں جائز اور جہاں عُرف نہیں وہاں ناجائز۔ کہیں پانی وافِر (کثیر) مقدار میں ہوتا ہے اور لوگ بالٹیاں بھر بھر کر لے جاتے ہیں تو کہیں پانی کی کافی تنگی ہوتی ہے اور حالت یہ ہوتی ہے کہ کبھی موٹر بھی کام کرتی ہے تو کبھی نہیں کرتی اور پیسے دیکر ٹینکر سے پانی منگوانا

پڑتا ہے ایسی تنگی کی صورت میں صِرف ایک آدھ بوتل بھرنے کی حد تک اجازت ہو سکتی ہے، اِس میں بھی وہاں کا عُرف دیکھا جائیگا اگر عُرف نہ ہو تو بوتل بھر کر بھی نہیں لے جاسکتے۔ اگر انتِظامیہ نے صَراحۃً لکھ کر لگا دیا ہے کہ "پانی بھر کرلے جانا مَنْع ہے" تو اس صُورت میں بھی پانی بھر کر نہ لے جائیں۔ بَہَر حال پانی کی قِلّت و کثرت کے مطابِق ہر عَلاقے کی مسجِد اور مدرَسے کا اپنا اپنا عُرف ہوتا ہے، اسی کے اعتِبار سے جواز وعدمِ جواز (یعنی جائز و ناجائز ہونے) کا حکم ہوگا۔

مدرَسہ اگر بڑی عمارت میں ہو تو پانی کا حُکْم

سُوال: اگر بڑی عمارت میں مدرَسہ ہو اور ساری عمارت کیلئے پانی کی ایک ہی ٹنکی ہو تو کیا اب بھی مدرسے کے نل سے نکلنے والا پانی مدرَسے ہی کا کہلائے گا؟

جواب: جی نہیں، ایسی صورت میں یہ پانی مدرَسے کے وَقْف کا پانی نہیں کہلائے گا۔ ہاں مدرَسے کی اپنی جُداگانہ ٹنکی میں جمع شُدہ پانی مدرَسے کیلئے وَقْف کا پانی شمار ہوگا۔

مسجِد کی اشیاء مدرَسے میں استِعمال کرنا کیسا؟

سُوال: اگر مسجِد اور مدرَسے کی عمارت ساتھ ساتھ ہو تو ایسی صُورت میں مسجد کی دریاں، رِحْل، قراٰنِ پاک وغیرہ مدرَسے میں اور مدرَسے کی اِسی طرح کی اشیاء مسجِد میں استِعمال کی جاسکتی ہیں یا نہیں؟

جواب: نہیں کر سکتے۔ جو چیزیں مدرَسے کے طَلَبہ کیلئے کسی نے وَقْف کیں وہ طَلَبہ ہی

کام میں لائیں اور جو مسجِد میں نَمازیوں کیلئے وَقْف کی گئیں وہ مسجِد کے نَمازی ہی استِعمال کریں۔ ہاں طَلَبہ بھی اگر مسجِد ہی میں آ کر وہاں کے قرانِ پاک میں سے تِلاوت کریں تو کوئی حَرَج نہیں۔ تاہم ان پر اپنا نام و پتا نیز سبق وغیرہ کیلئے قلم سے نشانات نہیں لگا سکتے۔ البتّہ وہ مدارِس جن کی الگ سے کوئی حیثیّت نہیں ہوتی اور وہ مسجِد ہی کی عمارت میں ایک طرف مخصوص جگہ پر قائم ہوتے ہیں جنہیں ''مسجِد کا مدرَسہ'' بھی کہا جاتا ہے۔ ان میں اگر مدرَسے کی کوئی شے مسجِد میں لے جا کر استِعمال کی جائے تو حَرَج نہیں کیونکہ عُرفاً ایسی جگہوں کیلئے فَرْق نہیں کیا جاتا اور استِعمال میں بھی عُرف یِہی ہوتا ہے۔

مسجِد و مدرَسے کی اشیاء جدا جدا رکھنے کے مَدَنی پھول

سُوال: جہاں مسجِد و مدرسۃُ الْمدینہ ساتھ ساتھ ہوں وہاں یہ احتِیاطیں نہایت ہی دشوار ہوتی ہیں اگر اِس ضِمن میں کوئی مَدَنی پھول مل جائیں تو مدینہ مدینہ۔

جواب: جہاں مسجِد و مدرَسہ ساتھ ساتھ ہو مگر وہ مدرَسہ ''مسجِد کا مدرَسہ'' نہ ہو وہاں مسجِد کے کلامِ پاک پر اِس طرح کی مُہر لگا لی جائے: **وَقْف برائے مسجِد، مدرَسے میں لے جانا مَنْع ہے۔** اِسی طرح مدرَسے کے کلامِ پاک پر یہ مُہر لگایئے: **وَقْف برائے مدرَسۃُ الْمدینہ، مسجِد میں لیجانا مَنْع ہے۔** اگر وَقْف کرنے والے سے صَراحۃً اجازت لے لی ہے کہ مسجِد و مدرَسہ دونوں جگہ استِعمال کرنے کا

ہر طرح سے اِختیار ہے تو یوں مُہر لگائیے: **وَقْف برائے مسجد و مدرسۃُ المدینہ۔** اِسی طرح دریوں اور دیگر چیزوں کیلئے علامات مقرّر کر دیجئے مَثَلاً مدرَسے کی چیزوں پر تارہ ☆ اور مسجِد کی اشیا پر چاند ☾ بنا دیجئے اور طَلَبہ وغیرہ کو ان علامات کے بارے میں سمجھا دیجئے۔

مدرَسے کی کتابوں پر اپنا نام وغیرہ لکھنا کیسا؟

سُوال: طَلَبہ مدرَسے کے مُصحَف شریف، قاعِدے یا درسی کتابوں پر اپنا نام وغیرہ لکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اِنتِظامیہ کی طرف سے کتابوں وغیرہ پر نمبر لکھ دیئے جائیں اور طالبِ عِلم ان کو یاد کر لیں۔ طَلَبہ اپنی طرف سے اپنا نام وغیرہ کچھ نہ لکھیں۔

مدرَسے کا ڈیسک توڑ ڈالا تو؟

سُوال: کسی کی وجہ سے مدرَسے کا ڈیسک ٹوٹ گیا کیا کرے؟

جواب: اگر اس کی اپنی غَلَطی سے ڈیسک ٹوٹا یا کوئی سا نقصان ہوا تو **تاوان** دینا ہوگا اگر اپنی غَلَطی سے ایسا نہیں ہوا تو اِس پر مُؤاخذہ نہیں۔

مدرَسے کے ڈیسک وغیرہ پر کچھ لکھنا

سُوال: مدرَسے کے ڈَیسک، دروازے اور دیوار وغیرہ پر کچھ لکھنا کیسا؟

جواب: مدرَسہ اور مسجِد کی چیزوں پر کُجا، کسی دوسرے کے مکان، دُکان دیوار، دروازے یا گاڑی اور بس وغیرہ چیزوں پر بھی بِلا اجازتِ شرعی کچھ لکھنا اسٹیکر یا اِشتہار چسپاں

کرنا ممنوع ہے ۔ مَعَاذَاللہ عَزَّوَجَلَّ بعض بداَخلاق اور گندی ذِہنیت کے لوگ مسجِدوں، مدرَسوں یا عوامی اِستنجا خانوں کی دیواروں اور دروازوں پر فُحش باتیں تحریر کرتے اور گندی تصویریں بناتے ہیں ان کو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے ہوئے توبہ کرلینی چاہیے نیز اس کا اِزالہ بھی کرنا ہوگا۔

اِزالے کا طریقہ

سُوال: مدرَسے وغیرہ کی دیوار یا ڈیسک پر کچھ لکھا اور اب مسئلہ معلوم ہوجانے پر نادِم ہے کیا کرے؟ اِزالے کی کیا صورت ہوگی؟

جواب: اُس لکھائی کو اِس طرح صاف کرے کہ اُس چیز کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچے۔ مَثَلاً ممکن ہو تو پانی والے کپڑے سے آہستہ آہستہ مِٹائے، اگر رنگ خراب ہوجائے یا دھبّہ پڑ جائے تو جو رنگ پہلے سے لگا ہوا ہے اُسی طرح کا رنگ اِس طرح لگائے کہ جو نَقْص یا بدنُمائی پیدا ہوگئی تھی وہ دُور ہوجائے۔ توبہ بھی کرے۔ اِزالہ کرنے سے قَبْل ضَرورتاً مدرَسے کی اِنتظامیہ یا اُس گھر یا دکان کے مالِک کو اعتماد میں لے لے تاکہ کسی قسم کا فَساد وغیرہ نہ ہو۔ وَقْف کے مقامات مَثَلاً مسجِد یا مدرَسے کی اِنتظامیہ کا مُعاف کردینا کافی نہ ہوگا اِزالہ ضَروری ہے۔ ہاں اگر کسی کی ذاتی دیوار وغیرہ پر لکھا تھا، چاکنگ وغیرہ کی تھی تو اُس کا (چوکیدار یا ملازِم یا کرائے دار وغیرہ نہیں بلکہ اصل) مالِک اگر مُعافی دیدے تو اِزالے کی حاجت نہیں۔

چندہ کے کُلّی اختِیارات کا مَسئلہ

سُوال: اگر دعوتِ اسلامی کیلئے **چندہ یا کھال** دینے والے نے دیتے وَقت "کُلّی اختِیارات" دیدیئے کیا پھر بھی **فلاحی کاموں** میں خَرچ نہیں کرسکتے؟

جواب: نہیں کرسکتے۔ **چندہ** یا اس **کھال** سے ملنے والی رقم کو **دعوتِ اسلامی** کے طے شدہ طریقِ کار کے مطابق ہی خَرچ کرنا ہوگا، اگر عُرف سے ہٹ کر کسی اور نیک کام میں خَرچ کردیا تو **تاوان** ادا کرنا ہوگا یعنی جس کسی نے جتنی رقم خرچ کی وہ اُسے پلّے سے لوٹانی پڑے گی اور توبہ بھی کرنی ہوگی۔

کُلّی اختیارات کے مُحتاط الفاظ

سُوال: زکوٰۃ فطرہ وغیرہ عَطِیّات لیتے وَقت کس طرح کے الفاظ کہے جائیں جس سے ہر طرح کے نیک کام میں اِستعمال کی اجازت ہوجائے۔

جواب: زکوٰۃ، فطرہ، جو کہ **صَدَقاتِ واجِبہ** میں سے ہیں ان میں کُلّی اختِیارات لینے کی حاجت نہیں کیوں کہ ان میں مُستحِق کو مالِک بنانا شَرط ہے۔ لوگ اگرچہ زکوٰۃ یا فِطرہ بظاہر **دعوتِ اسلامی** کو دیتے ہیں مگر درحقیقت وہ دعوتِ اسلامی والوں کو اپنی زکوٰۃ یا فِطرے کو اُس کے صحیح مَصْرَف میں استِعمال کرنے کیلئے "وکیل" بناتے ہیں۔ لٰہذا **دعوتِ اسلامی** میں پہلے اِس کا **شَرعی حِیلہ** کیا جاتا ہے پھر اِس کو مختلف نیک اور جائز کاموں میں خرچ کیا جاتا ہے۔ **صَدَقاتِ واجِبہ** کے علاوہ قربانی کی

کھالیں یا جو عام **چندہ** دیا جاتا ہے ان کو **صَدَقاتِ نافِلہ** (یعنی نَفلی صَدَقے) کہتے ہیں۔ان کا شَرعی حِیلہ کرنے کی حاجت نہیں ہوتی۔چُنانچِہ ایسا چندہ یا قُربانی کی کھال لیتے وَقت مُحتاط الفاظ یہ ہیں: "**آپ اجازت دیدیجئے کہ آپ کا چندہ یا قربانی کی کھال دعوتِ اسلامی جہاں مناسِب سمجھے وہاں نیک و جائز کام میں خرچ کرے۔**" یہ الفاظ سُن کر دینے والا "ہاں" کہہ دے یا کسی طرح بھی آپ کی بات سے مُتَّفِق ہو جائے تو اب ہر طرح کے نیک و جائز کام میں استِعمال کرنے کی شرعاً اجازت مل جائیگی اور یوں کافی سَہولت رہے گی۔(یادرہے! چندہ یا کھال کے مالِک کی اجازت ہی دُرُست مانی جائے گی وہاں موجود کسی اور شخص یا بچّے کا سر ہلا دینا کافی نہیں بلکہ "وکیل" یا نُمائندے کی اپنی مرضی سے دی ہوئی اجازت بھی (کئی صورتوں میں) ناکافی ہو گی اُسے چاہئے کہ اپنے "مُؤَکِّل" (یعنی جس نے اِس کو وکیل یعنی نُمائندہ کیا ہے اس) سے صَراحۃً یعنی کھلے الفاظ میں اِس کی اجازت لائے یا فون پر ہاتھوں ہاتھ بات کرلے یا کروادے) بہتر یہ ہے کہ مذکورہ مُحتاط الفاظ والا جُملہ رسید پر لکھ دیا جائے مگر جو شخص چندہ یا کھال دے اُس کو ہاتھوں ہاتھ پڑھا یا یا پڑھ کر سنا دیا جائے۔صِرف رسید دیکر دل کو نہ منالیا جائے کہ ہم نے اجازت لے لی ہے، کیوں کہ یہاں مُعاملہ مجہُول ہے وہ اُردو پڑھنا نہ جانتا ہو، یا مذکورہ عبارت نہ پڑھے یا پڑھ کر سمجھ نہ پائے، یا رسید ہی فوراً گم ہو جائے یا پڑھ کر اِتّفاق نہ کرے کوئی بھی صُورت ہو سکتی

ہے۔ نیز ''وکیل'' (نُمائندے) کی اجازت کو کافی تصوُّر نہ کیا جائے بلکہ کسی طرح اصل مالِک سے فون پر رابِطہ کر کے یا اس سے مل کر مذکورہ الفاظ میں کُلّی اختیارات کی واضح طور پر ترکیب بنائی جائے۔

حِیلے کے شَرْعی دلائل

سُوال: حیلے کے شرعی دلائل بیان فرما دیجئے۔

جواب: حِیلَۂ شَرْعی کا جواز قراٰن وحدیث اور فِقہِ حَنَفی کی مُعتبَر کُتُب میں موجود ہے۔ چُنانچہ حضرتِ سیِّدُنا ایّوب عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی بیماری کے زمانے میں آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی زوجۂ محترمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا ایک بار خدمتِ سراپا عَظمت میں تاخیر سے حاضِر ہوئیں تو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے قسم کھائی کہ ''میں تندُرُست ہو کر سو کوڑے ماروں گا'' صِحّتیاب ہونے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں سو تیلیوں کی جھاڑو مارنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ (نور العرفان ص ۷۲۸ مُلَخَّصاً)

اللہ تبارَکَ وَ تعالٰی پارہ 23 سُورۃُ صٓ کی آیت نمبر 44 میں ارشاد فرماتا ہے:

وَخُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ؕ (پ۲۳، ص:٤٤)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور فرمایا کہ اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اِس سے مار دے اور قسم نہ توڑ۔

''عالمگیری'' میں حِیلوں کا ایک مُستقِل باب ہے جس کا نام ''کتابُ الْحِیَل'' ہے چُنانچہ عالمگیری ''کتابُ الْحِیَل'' میں ہے: ''جو حِیلہ کسی کا حق مارنے یا اُس میں شُبہ پیدا کرنے یا باطِل سے فریب دینے کیلئے کیا جائے وہ مکروہ ہے اور

جو حیلہ اس لئے کیا جائے کہ آدمی حرام سے بچ جائے یا حلال کو حاصِل کرلے وہ اچّھا ہے۔ اس قسم کے حیلوں کے جائز ہونے کی دلیل اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان ہے:

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ؕ

ترجَمۂ کنزالایمان: اور فرمایا کہ اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اِس سے ماردے اور قسم نہ توڑ۔ (پ ۲۳، ص: ٤٤)

(فتاوٰی عالمگیری ج ٦ ص ۳۹۰)

کان چَھیدنے کا رَواج کب سے ہوا؟

حِیلے کے جواز پر ایک اور دلیل مُلاحَظہ فرمایئے چُنانچِہ حضرتِ سیِّدُنا عبدُاللہ ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ ایک بار حضرتِ سیِّدَتُنا سارہ اور حضرتِ سیِّدَتُنا ہاجِرہ رضی اللہ تعالٰی عنہما میں کچھ چَپقَلَش ہوگئی۔ حضرتِ سیِّدَتُنا سارہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے قسم کھائی کہ مجھے اگر قابو ملا تو میں ہاجِرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا کوئی عُضْو کاٹوں گی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ سیِّدُنا جبرئیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو حضرتِ سیِّدُنا ابراھیم خلیلُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی خدمت میں بھیجا کہ ان میں صُلْح کروا دیں۔ حضرتِ سیِّدَتُنا سارہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے عرض کی: "مَاحِیْلَۃُ یَمِیْنِیْ ؟" یعنی میری قسم کا کیا حیلہ ہوگا؟ تو حضرتِ سیِّدُنا ابراھیم خلیلُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام پر وَحْی نازِل ہوئی کہ (حضرتِ) سارہ (رضی اللہ تعالٰی عنہا) کو حکم دو کہ وہ (حضرتِ) ہاجِرہ (رضی اللہ تعالٰی عنہا) کے کان چَھید دیں۔ اُسی وَقْت سے عورتوں کے کان

تمھید نے کا رَواج پڑا۔ (غَمزُعُیونِ البَصائِرِ لِلحَمَوِی ج ۳ ص ۲۹۰)

گائے کے گوشْت کا تُحفہ

اُمُّ الْمُؤمِنِین، حضرتِ سَیِّدَتُنا عائِشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رِوایت ہے کہ دوجہاں کے سلطان، سرورِ ذیشان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں گائے کا گوشْت حاضِر کیا گیا، کسی نے عَرض کی: یہ گوشْت حضرتِ سَیِّدَتُنا بَرِیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر صَدَقہ ہوا تھا۔ فرمایا: هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ یعنی یہ بَرِیرہ کے لیے صَدَقہ تھا ہمارے لیے ہَدِیّہ ہے۔ (صَحیح مُسلِم ص ۵۴۱ حدیث ۱۰۷۵)

زکوٰۃ کا شَرْعی حِیلہ

اِس حدیثِ پاک سے صاف ظاہر ہے کہ حضرتِ سَیِّدَتُنا بَرِیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ صَدَقے کی حقدار تھیں ان کو بطورِ صَدَقہ مِلا ہوا گائے کا گوشْت اگرچِہ ان کے حق میں صَدَقہ ہی تھا مگر ان کے قَبضہ کرلینے کے بعد جب بارگاہِ رسالت میں پیش کیا گیا تھا تو اُس کا حکم بدل گیا تھا اور اب وہ صَدَقہ نہ رہا تھا۔ یوں ہی کوئی مُسْتَحِق شَخْص زکوٰۃ اپنے قَبضے میں لینے کے بعد کسی بھی آدمی کو تحفۃً دے سکتا یا مسجِد وغیرہ کیلئے پیش کرسکتا ہے کہ مذکورہ مُسْتَحِق شَخْص کا پیش کرنا اب زکوٰۃ نہ رہا، ہَدِیَّہ یا عَطِیَّہ ہو گیا۔ فُقَہائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلام زکوٰۃ کا شَرْعی حِیلہ کرنے کا طریقہ یوں ارشاد فرماتے ہیں: زکوٰۃ کی رقم مُردے کی تَجہیز و تکفین یا مسجِد کی تعمیر میں صَرف نہیں کر

سکتے کہ تَملیکِ فقیر (یعنی فقیر کو مالِک کرنا) نہ پائی گئی ۔ اگر ان اُمور میں خَرْچ کرنا چاہیں تو اِس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو (زکوٰۃ کی رقم کا) مالِک کر دیں اور وہ (تعمیرِ مسجِد وغیرہ میں) صَرف کرے، اس طرح ثواب دونوں کو ہوگا۔ (بہارِ شریعت ج ۱ ص ۸۹۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! کفن دَفن بلکہ تعمیرِ مسجِد میں بھی حِیلۂ شرعی کے ذَرِیعہ زکوٰۃ استعمال کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ زکوٰۃ تو فقیر کے حق میں تھی جب فقیر نے قبضہ کر لیا تو اب وہ مالِک ہو چکا، جو چاہے کرے۔ حِیلۂ شَرْعی کی بَرَکت سے دینے والے کی زکوٰۃ بھی ادا ہو گئی اور فقیر بھی مسجِد میں دیگر ثواب کا حقدار ہو گیا۔ فقیرِ شَرْعی کو حِیلے کا مسئلہ بے شک سمجھا دیا جائے۔

فقیر کی تعریف

سُوال: زکوٰۃ و فطرہ فقیر کو دینا ہوتا ہے تو فقیر کی تعریف بھی بیان کر دیجئے۔

جواب: فقیر وہ ہے کہ ❁ جس کے پاس کچھ نہ کچھ ہو مگر اتنا نہ ہو کہ نِصاب کو پہنچ جائے یا ❁ نصاب کی قدر تو ہو مگر اس کی حاجتِ اَصْلِیّہ (یعنی ضروریاتِ زندگی) میں مُسْتَغْرَق (گھرا ہوا) ہو۔ مَثَلاً رہنے کا مکان، خانہ داری کا سامان، سُواری کے جانور (یا اسکوٹر یا کار)، کاریگروں کے اَوزار، پہننے کے کپڑے، خِدمت کیلئے لونڈی، غلام، عِلْمی شُغْل رکھنے والے کے لیے اسلامی کتابیں جو اس کی ضَرورت سے زائد نہ ہوں ❁ اِسی طرح اگر مَدیُون (یعنی مَقروض) ہے اور دَین (یعنی قرضہ) نکالنے

کے بعد نِصاب باقی نہ رہے تو **فقیر** ہے اگرچہ اس کے پاس ایک تو کیا کئی نِصاب ہوں۔ (بہارِ شریعت ج ۱ ص ۹۲٤، رَدُّالْمُحتار ج ۳ ص ۳۳۳)

مِسکین کی تعریف

سُوال: مِسکین کی تعریف بھی ارشاد ہو۔

جواب: **مِسکین** وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چُھپانے کیلئے اِس کا مُحتاج ہے کہ لوگوں سے سُوال کرے اور اسے سُوال حلال ہے۔ **فقیر** (یعنی جس کے پاس کم از کم ایک دن کا کھانے کیلئے اور پہننے کیلئے موجود ہے اُس) **کو بِغیر ضَرورت و مجبوری سُوال حرام ہے۔** (عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۷۔۱۸۸، بہارِ شریعت ج ۱ ص ۹۲٤)

حِیلہ کرنے کا آسان طریقہ

سُوال: زکوٰۃ و فِطرے کے حِیلے کا آسان طریقہ بتا دیجئے۔

جواب: کسی **فقیرِ شَرعی** کو یا اس کے **وکیل** کو مالِ زکوٰۃ و فِطرہ کا مالِک بنا دیا جائے مَثَلاً اُس کو نوٹوں کی گڈّی یہ کہہ کر دیدی کہ یہ آپ کی مِلک ہے، وہ اُس کو ہاتھ میں لیکر یا کسی طرح قبضہ کرلے اب یہ اِس کا مالِک ہو گیا اور کسی بھی کام (مَثَلاً مسجد کی تعمیر وغیرہ) میں صَرْف کردے۔ یوں زکوٰۃ ادا ہونے کے ساتھ ساتھ **دونوں ثواب** کے بھی حقدار ہوں گے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔

فقیر کے وکیل سے کیا مُراد ہے؟

سُوال: آپ نے کہا: ''شَرْعی فقیر یا اس کے وکیل'' یہاں وکیل سے کیا مُراد ہے؟

جواب: اِس سے مُراد وہ شَخْص ہے جسے شَرْعی فقیر نے اپنی زکوٰۃ وُصُول کرنے کی اجازت دی ہو یا اس نے خود اس سے اجازت لی ہو۔

کیا وکیل زکوٰۃ پر قبضہ کرنے کے بعد خرچ کر سکتا ہے؟

سُوال: تو کیا وکیل بھی مالِ زکوٰۃ پر قبضہ کرنے کے بعد اسے کسی بھی کام میں صَرْف کرنے کا اختیار رکھتا ہے؟

جواب: نہیں۔ البتّہ اگر اسے فقیر نے اجازت دی ہو یا اس نے خود اجازت لی ہو تو کر سکتا ہے۔

وکیل کا قبضہ مُوَکِّل ہی کا قبضہ کہلائے گا

سُوال: فقیرِ شَرْعی نے وَکیل کو اپنی زکوٰۃ کسی بھی کام میں صَرْف کرنے کی اجازت دی تھی یا اُس نے خود ہی لی تھی، تو کیا اِس صورت میں بھی شَرْعی فقیر کو مالِ زکوٰۃ پر قبضہ کرنا ضَروری ہوگا؟

جواب: جی نہیں کیونکہ وکیل کا قبضہ مُوَکِّل (یعنی وکیل کرنے والے) کا ہی قبضہ کہلائے گا۔

حِیلہ کرتے وَقْت کہا: ''رکھ مت لینا'' تو؟

سُوال: کیا حِیلہ کرتے وقت شَرْعی فقیر کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ واپَس دے دینا، رکھ مت لینا وغیرہ؟

جواب: نہ کہے۔ بِالفَرض ایسا بول بھی دیا تب بھی زکوٰۃ کی ادائیگی وحِیلے میں کوئی فَرْق

نہیں پڑے گا کیونکہ صَدَقات وزکوٰۃ اور تحفہ دینے میں اِس قسم کے شَرطِیّہ اَلفاظ فاسِد ہیں۔ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مُجَدِّدِ دین وملّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن **فتاوٰی شامی** (کتابُ الزّکاۃ، بابُ الْمَصرِف جلد ۳ صفحہ ۳۴۴) کے حوالے سے فرماتے ہیں: "ہِبَہ (یعنی تحفہ) اور صَدَقہ شرطِ فاسِد سے فاسِد نہیں ہوتے۔" (فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ ج۱۰ ص۱۰۸)

کیا چیک کے ذَرِیعے حِیلہ ہو سکتا ہے؟

سُوال: کیا چیک کے ذَرِیعے زکوٰۃ کا حِیلہ ہوسکتا ہے؟

جواب: جی نہیں۔ چونکہ **چیک** کے ذَرِیعے زکوٰۃ ادا نہیں ہوسکتی۔ لِہٰذا چیک کے ذَرِیعے زکوٰۃ کا حِیلہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔

بَہُت بڑی رقم کا حِیلہ کیسے ہو!

سُوال: بینک سے بڑی رقم نکلوانے اور پھر **شَرْعی فقیر** کے قبضے میں دینے پھر اس سے لے کر دوبارہ بینک میں جَمْع کروانے میں حَرَج ہوتا ہے کوئی آسان حل بتادیجئے۔

جواب: شَرْعی فقیر اپنے نام سے بینک میں صِرْف اِتنی رقم کا اَکاؤنٹ (ACCOUNT) کُھلوالے کہ وہ **شَرْعی فقیر** رہے پھر جتنی رقم زکوٰۃ کی مَدّ میں اسے دینی ہے اسے بتا کر اس کے اَکاؤنٹ میں جَمْع کروادی جائے۔ جب وہ رقم اس کے اَکاؤنٹ میں جَمْع

ہوگئی تو زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ اب جس کام کیلئے حیلہ کیا ہے وہ اس کیلئے دیدے۔ اس کی تفصیل پہلے بیان ہوچکی۔ یاد رہے! صِرف وُہی اکاؤنٹ کھلوانا جائز ہے جس پر سُود نہیں بنتا مَثَلاً کرنٹ اکاؤنٹ (CURRENT ACCOUNT) پر سُود نہیں ملتا جبکہ سیونگ اکاؤنٹ (SAVING ACCOUNT) پر سُود ملتا ہے۔

حِیلے کی رقم دینی کاموں میں خَرْچ کرنا کیسا؟

سُوال: زکوٰۃ فِطرے کا حِیلہ کرکے اُس رقم کو تبلیغِ دین کے کاموں مَثَلاً مدارِس، سنّتوں بھرے اجتماعات اور دینی کتابوں کی اِشاعت وتقسیم وغیرہ میں استِعمال کرنا کیسا؟

جواب: جائز ہے۔

کیا حِیلے کی رقم سے تُحْفہ یا نَذْرانہ دے سکتے ہیں؟

سُوال: بعض لوگ زکوٰۃ کی رقم کا حِیلہ کرکے اپنے پاس محفوظ رکھ لیتے ہیں پھر اُس رقم سے بلا امتیازِ امیر وغریب ہر ایک کو تحائف وغیرہ تقسیم کرتے ہیں، بلکہ اُسی حیلہ شدہ رقم سے عُلَماء و مشائخ کو نذرانہ بھی پیش کرتے ہیں! کیا اِس طرح زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے؟

جواب: زکوٰۃ تو ادا ہو جاتی ہے مگر اِس طرح بانٹنا اور بِالْخُصوص عُلَماء و مشائخ کو حیلہ شدہ رقم سے نذرانے دینا کسی طرح مناسِب نہیں۔ **فتاویٰ فقیہِ ملّت جلد اوّل صَفْحہ 308** پر حضرتِ فقیہِ مِلّت مفتی جلالُ الدّین احمد امجدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کے

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم: جولوگ اپنی مجلس سے اللہ کے ذکراور نبی پر دُرُود شریف پڑھے بغیر اُٹھ گئے تو وہ بدبُودار مُردار سے اُٹھے۔ (شعب الایمان)

مُصَدَّقہ (تصدیق کردہ) فتوے کا اِقتِباس مُلاحظہ ہو۔ ''زکوٰۃ وصَدَقہ ٔفِطْر کے اصل مُستَحِقِین غُرَبا و مساکین ہیں۔ خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِیْنِ ﴿ترجَمۂ کنزالایمان: زکوٰۃ تو انہیں لوگوں کیلئے ہے جو محتاج اور نِرے نادار ہوں۔﴾ (پ ١٠ توبہ ٦٠)

لیکن وہ مدارِسِ اسلامیہ جن میں خالِص اسلامی تعلیم ہوتی ہے دین کی بقا کے لئے ان میں ضَرورۃً حِیلے کے بعد صَرف کرنے کی اجازت دی گئی۔ مگر اب لوگ دُنیاوی اسکول اور کالج جن میں برائے نام دینی تعلیم ہوتی ہے زکوٰۃ وصَدَقاتِ واجِبہ کی رقم حِیلۂ شرعی سے خرچ کر کے غُرباء و مساکین کی حق تلفی کرتے ہیں جو سراسر غَلَط ہے۔'' میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: اَغنیائے کثیرُ المال (یعنی بڑے سرمایہ داروں کو چاہئے کہ) شکرِ نعمت بجالائیں، ہزاروں رُوپے فُضول خواہش یا دُنیوی آسائش یا ظاہری آرائش میں اُٹھانے والے (یعنی کثیر رقم فُضول خرچیوں اور آسائشوں میں اُڑانے والے) مَصارِفِ خَیر (یعنی بھلائی کے کاموں) میں حِیلوں کی آڑ نہ لیں، مُتَوَسِّطُ الحال (مُ۔تَ۔وَسْ۔سِطُ۔الحال، یعنی درمیانے دَرَجے کے صاحِبِ حیثیّت حضرات) بھی ایسی ضَرورتوں کی غَرَض سے خالِص خُدا ہی کے کام میں صَرف کرنے پر اِقدام کریں۔ نہ یہ کہ مَعَاذَاللہ اُن کے ذَرِیعے سے ادائے زکوٰۃ

کا نام کر کے روپیہ اپنے خُرد بُرد میں لائیں کہ یہ اَمر مقاصدِ شَرع کے بالکل خلاف اور اس میں اِیجابِ زکوٰۃ (یعنی زکوٰۃ کو واجب کرنے) کی حکمتوں کا یکسر اِبطال (یعنی سراسر باطل کر دینا یا خَتم کر دینا) ہے تو گویا اِس کا بَرتنا (یعنی استعمال کرنا) اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو فریب (یعنی دھوکہ) دینا ہے۔ ربُّ العٰلمین سے پناہ چاہتے ہیں۔ وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ الۡمُفۡسِدَ مِنَ الۡمُصۡلِحِ ﴿ترجمۂ کنز الایمان: اور خدا خوب جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے۔ (پ ۲، البقرۃ: ۲۲۰)﴾ اللہ تَعَالٰی سے دُعا ہے کہ ہمارے اَعمال کی اِصلاح فرمائے اور ہماری اُمّیدیں بَر لائے۔

(فتاوٰی رضویہ مُخرّجہ ج۱۰ص۱۰۹)

سیِّد صاحِب کو زکوٰۃ کے حِیلے کی رقم دینا کیسا؟

سُوال: اگر سیِّد غریب ہو تو اُس کو زکوٰۃ کی حِیلہ شدہ رقم دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: دے تو سکتے ہیں مگر افضل یہی ہے کہ بغیر حِیلہ کے اپنی جیبِ خاص سے رقم نذر کی جائے۔ افسوس صد کروڑ افسوس! اپنی اولاد کو تو ہم دنیا کی ہر آسائش دینے کیلئے تیّار رہیں اور اولادِ سرورِ کائنات صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم یعنی سادات کی خدمات کیلئے ایک رُوپلّی بھی جیبِ خاص سے حاضِر کرنے سے کترائیں۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ الرَّحۡمٰن فرماتے ہیں: رہا یہ کہ پھر اِس زمانۂ پُر آشوب میں حضراتِ ساداتِ کرام کی مُواسات (یعنی امداد و غم

خواری) کیونکر ہو۔ **اَقُول** (یعنی میں کہتا ہوں) بڑے مال والے اگر اپنے خالص مالوں سے بطورِ ہَدِیّہ (ہَ۔دِی۔یہ) ان حضراتِ عُلیا (یعنی بُلند مرتبہ صاحبان) کی خدمت نہ کریں تو ان (مالداروں) کی (اپنی) بے سعادَتی ہے، وہ وَقْت یاد کریں جب ان حضرات (ساداتِ کرام) کے **جَدِّ اکرم** صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سوا ظاہِری آنکھوں کو بھی کوئی مَلجا و مَاوا (یعنی پناہ کا ٹھکانہ) نہ ملے گا، کیا پسند نہیں آتا کہ وہ مال جو انھیں کے صدقے میں اُنھیں کی سرکار سے عطا ہوا، جسے عنقریب چھوڑ کر پھر وَیسے ہی خالی ہاتھ زَیرِ زمین (یعنی قبر میں) جانے والے ہیں، اُن کی خُوشنودی کے لیے اُن کے پاک مبارَک بیٹوں (یعنی سیِّدوں) پر اُس کا ایک حصّہ صَرْف کیا کریں کہ اُس سَخت حاجت کے دن (یعنی بروزِ قیامت) اُس جوادِ کریم، رءُوف رَّحیم کے بھاری اِنعاموں، عظیم اِکراموں سے مُشرَّف ہوں۔

سیِّد کے ساتھ بھلائی کرنے کا عظیم صِلہ

ابنِ عَساکر امیرُ الْمُؤمِنین مولا علی کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجہَہُ الْکَرِیْم سے راوی، رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم **فرماتے ہیں:** جو میرے اہلِ بیت میں سے کسی کے ساتھ اچّھا سلوک کرے گا میں روزِ قیامت اس کا صِلہ اسے عطا فرماؤں گا۔ (ابنِ عَساکر ج ٤٥ ص ٣٠٣) امیرُ الْمُؤمِنین عُثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی، رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم **فرماتے ہیں:** جو شخص اولادِ عبدُ الْمُطَّلِب میں کسی کے ساتھ دنیا میں نیکی

کرے اس کا صِلہ دینا میں مجھ پر لازِم ہے جب وہ روزِ قیامت مجھ سے ملے گا۔

(تاریخِ بغداد ج ۱۰ ص ۱۰۲)

سیِّد سے بھلائی کرنے والے کو قیامت میں آقا کی زیارت ہوگی

اَللّٰہُ اکبر، اَللّٰہُ اکبر! قِیامت کا دن، وہ قِیامت کا دن، وہ سَخت ضَرورت سَخت حاجت کا دن، اور ہم جیسے مُحتاج، اور صِلہ عطا فرمانے کو محمد صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سا صاحِبُ التّاج، خدا جانے کیا کچھ دیں اور کیسا کچھ نِہال فرما دیں، ایک نگاہِ لُطف اُن کی جُملہ مُہِمّاتِ دو جہاں کو (یعنی دونوں جہاں کی تمام مشکلات کے حل کیلئے) بس ہے، بلکہ خود یِہی صِلہ (بدلہ) کروڑوں صلے (بدلوں) سے اعلیٰ و اَنْفَس (یعنی نفیس ترین) ہے، جس کی طرف کلمۂ کریمہ: اِذَا لَقِیَنِیْ (جب وہ روزِ قیامت مجھ سے ملے گا) اِشارہ فرماتا ہے، بَلَفْظِ اِذَا تعبیر فرمانا (یعنی "جب" کا لفظ کہنا) بِحَمدِ اللہ روزِ قِیامت وعدۂ وِصال و دیدارِ مَحْبُوبِ ذِی الْجَلال کا مُژدہ سُناتا ہے۔ (گویا سیِّدوں کے ساتھ بھلائی کرنے والوں کو قیامت کے روز تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت وملاقات کی بشارت ہے) **مسلمانو!** اور کیا درکار ہے؟ دوڑو اور اِس دولت وسعادت کو لو۔ وَ بِاللّٰہِ التَّوفِیق۔

کم مالدار کیلئے سیِّد کی خدمت کا طریقہ

اور مُتَوَسِّط حال والے (یعنی جو زیادہ مالدار نہ ہوں) اگر مَصارِفِ مُستَحَبّہ کی

وُسعت نہیں دیکھتے تو بِحَمدِ اللّٰہ وہ تدبیر ممکن ہے کہ زکوٰۃ کی زکوٰۃ ادا ہو اور خدمتِ سادات بھی بجا ہو یعنی کسی مسلمان مَصْرَفِ زکوٰۃ مُعْتَمَد عَلیہ (یعنی کسی قابلِ اعتماد فقیرِ شرعی) کو کہ اس کی بات سے نہ پھرے، مالِ زکوٰۃ سے کچھ روپے بہ نیّتِ زکوٰۃ دے کر مالِک کر دے، پھر اُس سے کہے: "تم اپنی طرف سے فُلاں سیِّد کی نَذر کر دو" اِس میں دونوں مقصود حاصِل ہو جائیں گے کہ زکوٰۃ تو اِس فقیر کو گئی اور یہ جو سیِّد نے پایا نَذْرانہ تھا، اس کا فرض ادا ہو گیا اور خدمتِ سیِّد کا کامِل ثواب اسے اور فقیر دونوں کو مِلا۔ (فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ ج۱۰ص۱۰۵تا۱۰۶)

حِیلے کے بعد رقم لوٹانے کے مُحتاط اَلفاظ

سُوال: چندہ دیتے یا حِیلے میں رقم لوٹاتے وَقت دینی یا سماجی کام کیلئے کُلّی اختیارات دینے کے مُحتاط الفاظ بتا دیجئے۔

جواب: (زکوٰۃ فِطرہ وغیرہ صَدَقاتِ واجِبہ کے علاوہ) نَفْلی چندہ دیتے یا حِیلے میں رقم لوٹاتے وَقت دینے والا یہ کہے: "یہ رقم دعوتِ اسلامی (یا یہ ادارہ) جہاں مناسِب سمجھے وہاں نیک وجائز کام میں خَرْچ کرے۔"

زکوٰۃ کے وکیل کیلئے مُحتاط اَلفاظ

سُوال: شَرعی فقیر اپنے وکیل کو زکوٰۃ فِطرہ لیکر دعوتِ اسلامی کے مَدَنی کاموں میں صَرْف کرنے کے کُلّی اختیارات کس طرح دے؟

جواب: وکیل کو کہنے کے مُحتاط الفاظ یہ ہیں: ”آپ میرے لئے جو بھی زکوٰۃ فِطرہ وُصول کریں اُسے **دعوتِ اسلامی** (یا فُلاں فرد یا ادارے) کو یہ کہہ کر دے دیجئے کہ یہ رقم **دعوتِ اسلامی** (یا فُلاں فرد یا اِدارہ) جہاں مناسِب سمجھے نیک و جائز کام میں خَرچ کرے۔“

کُفّار کی امداد کرنا کیسا؟

سُوال: کیا چندے میں اِس طرح کے کُلّی اختیارات لے لینے سے اب سماجی اِدارے والے کسی کافِر یا مُرتَد کو دوا فراہم کر سکتے یا اس کی مالی امداد بھی کر سکتے ہیں؟

جواب: نہیں کر سکتے۔ کیوں کہ ”نیک اور جائز کام“ کی اجازت لی ہے اور کافِر و مُرتَد کی مالی امداد یا اُس کی دوا پر رقم خرچ کرنا ”نیک اور جائز کام“ نہیں۔ چُنانچِہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رَضا خان علیہ رحمۃ الرّحمٰن فرماتے ہیں: غیر مسلِم کو مالِ وَقف سے بھیجنا تو کسی طرح جائز نہیں کہ وَقف کارِ خیر کیلئے ہوتا ہے اور غیر مسلِم کو دینا کچھ ثواب نہیں۔ کَمَا فِی الْبَحْرِ الرَّائِق وغیرہ (یعنی جیسا کہ اَلْبَحْرُ الرَّائِق وغیرہ میں ہے) (فتاوٰی رضویہ ج۱۶ ص ۲۲۶)

سماجی ادارے کے اَسپتال میں زکوٰۃ کا استِعمال کرنا کیسا؟

سُوال: سماجی ادارے کے اَسپتال میں زکوٰۃ استِعمال کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اِس میں زکوٰۃ کے صحیح استِعمال میں دشواریاں ہیں مَثَلاً اگر اِدارے والوں نے

زکوٰۃ کی رقم وُصول کی تو تملیک (یعنی حقدار کو اُس رقم کا مالِک بنانا ہوگا اِس) سے پہلے دوائیں وغیرہ نہیں خرید سکتے۔ البتّہ کسی نے رقم لاکر دی کہ اس سے دوائیں خرید کر زکوٰۃ کے طور پر مُسْتَحِق مریضوں کو دیدینا تو یہ ابتداءً دوائیں خریدنے کا وکیل بنانا اور اس کے بعد زکوٰۃ کی ادائیگی کا وکیل بنانا ہوا۔ لیکن دواؤں کی صُورت میں زکوٰۃ کی رقم رکھی رہنے اور ادائیگی میں تاخیر ہونے کا اندیشہ ہے نیز زکوٰۃ کی رقم سے ڈاکٹروں اور دیگر عملے کو تنخواہیں، جگہ کا کرایہ اور بجلی کا بل وغیرہ نہیں دے سکتے۔

فلاحی اِداروں کیلئے زکوٰۃ کے استِعمال کا طریقہ

سُوال: سَماجی اداروں کے اَسپتالوں میں اور دیگر فلاحی کاموں میں زکوٰۃ و فطرہ کے استِعمال کا مُناسِب طریقہ کیا ہے؟

جواب: تعمیرات، مُشاہَرات (یعنی تنخواہوں) اور کرایوں وغیرہ میں زکوٰۃ، فطرہ اور واجِب صَدَقات استِعمال نہیں کئے جا سکتے۔ ان میں حقدار کو مالِک بنانا شَرط ہے، یہاں تک کہ کسی مُسْتَحِقّ مریض کا علاج بھی کرنا ہو تو زکوٰۃ کی دوا اُس کے قبضے میں دینی ہوگی۔ اگر اُس کو مالِک بنائے بِغیر زکوٰۃ کے پیسے سے انجکشن لگا دیا آپریشن یا ڈاکٹر کی فیس میں ادا کر دیئے تو زکوٰۃ نہیں ہوگی۔ لہٰذا فطرہ و زکوٰۃ اور واجِب صَدَقات کا شَرعی حِیلہ کر لیا جائے۔ اب اِس رقم سے سیِّد و امیر غریب و فقیر ہر ایک کا علاج کرنا جائز ہوگیا۔ بہتر یہ ہے کہ قربانی کی کھالیں اور دیگر

صَدَقاتِ نافِلہ دینے والوں نیز جس فقیرِ شرعی سے زکوٰۃ وغیرہ کا حِیلہ کیا ہے وہ جب رقم وغیرہ لوٹائے تو اُس سے ہر نیک اور جائز کام میں خرچ کرنے کے کُلّی اختِیارات لے لئے جائیں۔ ہر رسید پر یہ عبارت لکھ دی جائے: ''آپ اجازت دیجئے کہ آپ کا نفلی چندہ یا قربانی کی کھال ہمارا اِدارہ جہاں مناسب سمجھے وہاں نیک و جائز کام میں خَرْچ کرے۔'' دیکھئے صِرْف لکھ دینا کافی نہیں، چندہ یا کھال لیتے وَقْت ایک ایک کو یہ عبارت پڑھائی یا پڑھ کر سنائی اور اُس کھال یا چندے کے اصل مالِک سے منظوری لینی ضَروری ہے۔ ایک مسئلہ یہ بھی ذِہْن میں رکھئے کہ اِس کے باوُجُود کافِر و مُرتَد کے علاج پر یہ رقم خرچ کرنا، ناجائز ہی رہیگا۔

غیر مسلِم کو مالِ وَقْف سے دینا جائز نہیں

میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رَضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوٰی رضویہ جلد 16 صَفْحَہ 226 پر غیر مسلِم کو مالِ وَقْف سے شیرینی بھیجنے کے بارے میں کئے گئے سُوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: غیر مسلِم کو مالِ وَقْف سے (شیرینی) بھیجنا تو کسی طرح جائز نہیں کہ وَقْف کارِ خیر کیلئے ہوتا ہے اور غیر مسلِم کو دینا کچھ ثواب نہیں۔ کَمَا فِی الْبَحْرِ الرَّائِق وغیرہ (یعنی جیسا کہ اَلْبَحْرُ الرَّائِق وغیرہ میں ہے) حضرتِ سیِّدُنا جابِر بن عبدُاللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ سردارِ مکّۂ مکرَّمہ، سرکارِ مدینۂ منوّرہ صلَّی اللہ

تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم نے اِرشادِ فرمایا: ''اگر وہ بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جاؤ، مرجائیں تو جنازے میں حاضر نہ ہو۔'' (اِبن ماجه ج ۱ ص ۷۰ حديث ۹۲)

چندہ کاروبار میں لگانا کیسا؟

سُوال: مسجِد یا کسی مذہبی یا سَماجی اِدارے کا **چندہ** کثیر مقدار میں جَمْع ہو گیا ہو تو کیا اُسے کاروبار میں لگا سکتے ہیں؟

جواب: خواہ کیسا ہی نَفْع بَخْش کاروبار ہو، نہیں لگا سکتے۔ چاہے اُس کی آمدنی اُسی اِدارے کے لئے استِعمال کرنے کی نیّت ہو۔ ہاں اگر چندہ دینے والے نے صَراحَۃً (یعنی صاف لفظوں میں) اجازت دیدی ہو تو صِرف اُس کی رقم جائز کاروبار میں لگائی جاسکتی ہے۔ اِس ضِمن میں **''فتاوٰی رضویہ شریف''** کا ایک اِقتِباس مُلاحظہ فرمایئے، چُنانچہ میرے آقا اعلٰی حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ اِسی قسم کے ایک **سُوال کے جواب** میں ارشاد فرماتے ہیں: ''چندے کے روپے **چندہ** دینے والوں کی مِلک پر رہتے ہیں۔ ان سے اجازت لی جائے، جو جائز بات وہ بتائیں اُس پر عمل کیا جائے۔'' (فتاوٰی رضویہ ج ۱۶ ص ۴۱۰)

چندے کی رقم سے اجتِماعی قُربانی کیلئے گائیں خریدنا

سُوال: مذہبی یا فلاحی اِدارہ کے **چندہ** کی رقم سے **اجتماعی قربانی** کیلئے بیچنے کے واسطے گائیں خریدی جاسکتی ہیں یا نہیں؟

جُواب: چندے کی رقم کاروبار میں لگانا جائز نہیں۔ اِس کیلئے چندہ دینے والے سے صَراحۃً یعنی صاف لفظوں میں اجازت لینی ضَروری ہے۔

قربانی کی کھالیں اسکول کی تعلیم کیلئے دینا کیسا؟

سُوال: کیا قربانی کی کھالیں اسکول کی مُروَّجہ تعلیم کیلئے دے سکتے ہیں؟

جواب: میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رَضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی خدمت میں کچھ اس طرح کا **سُوال** ہوا: قصبہ ''سِکندرہ راؤ'' میں مدرَسۂ اسلامیہ ہے۔ اس میں قرانِ شریف، اُردو، اِنگریزی پڑھائی جاتی ہے، اس کی امداد کیلئے چرمِ قربانی دینا مُوجِبِ ثواب ہے یا نہیں؟ **الجواب:** ''مَصْرَفِ قربانی میں تین۳ باتیں حدیث میں ارشاد ہوئی ہیں: (۱) کھاؤ اور (۲) ذخیرہ رکھو اور (۳) ثواب کا کام کرو۔ (ابوداؤد ج۳ ص ۱۳۲ حدیث ۲۸۱۳) اِنگریزی پڑھنا بیشک کوئی بات ثواب کی نہیں۔ اگر یہ اِحتِیاط ہو سکے کہ اُس کے دام صِرف قرانِ مجید وعِلمِ دین کی تعلیم میں صَرْف کئے جائیں تو دے سکتے ہیں ورنہ نہیں۔'' وَاللہُ تَعَالٰی اَعلَم۔ (فتاوٰی رضویہ ج۲۰ص۵۰۶)

غُرَبا کو کھالیں لینے دیجئے

سُوال: اگر کوئی شخص ہر سال غریبوں کو کھال دیتا ہو، اُس پر اِنفرادی کوشش کر کے اپنے مدرَسے یا دیگر دینی کاموں کیلئے کھال لینا اور غریبوں کو محروم کر دینا کیسا ہے؟

جواب: اگر واقِعی کوئی ایسا غریب مُسْتَحِق آدمی ہے جس کا گزارہ اُسی **کھال** یا زکوٰۃ و فِطرہ پر موقوف ہے تو اب اُس کو ملنے والے اِن عطِیّات کی اپنے ادارے کیلئے ترکیب کر کے اُس غریب کو محروم کرنے کی ہرگز اجازت نہیں۔ اور اگر ان غریبوں کا گزارہ کھال وغیرہ پر موقوف نہ ہو تو کھال کا مالِک جس مَصْرف میں چاہے دے سکتا ہے مَثَلاً دینی مدرسے کو دیدے۔ میرے آقا **اعلیٰ حضرت**، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: اگر کچھ لوگ اپنے یہاں کی کھالیں حاجت مند یتیموں، بیواؤں، مسکینوں کو دینا چاہیں کہ ان کی صورتِ حاجت روائی یہی ہو، اُسے کوئی واعِظ (یعنی وعظ کہنے والا) یا مدرَسے والا روک کر مدرَسے کیلئے لے لے تو یہ اُس کا **ظُلم** ہوگا۔ وَاللہُ تعالٰی اَعلَم۔

(مُلَخَّص از فتاوٰی رضویہ ج۲۰ ص۵۰۱)

کھالوں کیلئے بے جا ضِد مت کیجئے

سُوال: اگر کوئی شخص اہلسنّت کے کسی مدرَسے یا کسی غریب مسلمان کو کھال دینے کا وعدہ کر چکا ہو اُس کو بَاِصرار اپنے اِدارے مثلاً دعوتِ اسلامی کیلئے کھال دینے پر آمادہ کرنا کیسا؟

جواب: ایسا نہ کرے کہ یوں آپس میں عداوت ومُنافَرت کا سلسلہ ہوگا، فتنوں، غیبتوں، چُغلیوں، بدگمانیوں، اِلزام تَراشیوں اور دل آزاریوں وغیرہ گناہوں کے

دروازے کُھلیں گے۔ میرے آقا **اعلیٰ حضرت**، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن **فتاویٰ رضویہ جلد 21 صَفْحَہ 253** پر فرماتے ہیں: ''مسلمانوں میں بلا وجہِ شَرعی اختِلاف وفِتنہ پیدا کرنا نِیابتِ شیطان ہے۔'' (یعنی ایسے لوگ اس مُعامَلے میں شیطان کے نائب ہیں) حدیثِ پاک میں ہے: ''فِتنہ سورہا ہے اُس کے جگانے والے پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی لعنت۔''

(اَلْجامِعُ الصَّغِیر ص ۳۷۰ حدیث ۵۹۷۵)

سُنّی مدارِس کی کھالیں مت کاٹیئے

سُوال: اگر کوئی کہے کہ میں ہر سال فُلاں سُنّی اِدارے کو **کھال** دیتا ہوں۔ اُس کو یہ سمجھانا کیسا کہ اِس سال ہمارے دینی ادارے مَثَلاً **دعوتِ اسلامی** کو کھال دے دیجئے۔

جواب: اگر وہ صاحِب کسی ایسی جگہ **کھال** دیتے ہیں جو کہ اُس کا صحیح مَصْرَف ہے تو اُس اِدارے کو محروم کر کے اپنی تنظیم کیلئے کھال حاصِل کر لینا اُس اِدارے والوں کیلئے صدمے کا باعِث ہوگا، یوں آپس میں کشیدگی پیدا ہوگی لہٰذا ہر اُس کام سے اجتِناب کیجئے جس سے مسلمانوں میں باہم رَنجشیں ہوں **مسلمانوں کو نفرت و وَحشت سے بچانا بَہُت ضَروری ہے**۔ جیسا کہ حُضُورِ اکرم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم، رسولِ مُحْتَشَم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کا ارشادِ مُعظَّم ہے: **بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا**۔ یعنی **خوشخبری سناؤ اور** (لوگوں کو) **نفرت نہ دلاؤ**۔ (بُخاری ج ۱ ص ۴۲ حدیث ۶۹)

سُنّی مدرسے کو کھال خود دے آئیے

سُوال: اگر کہیں دعوتِ اسلامی کیلئے کھال لینے پہنچے، اُس نے ایک ہمیں دی اور ایک کھال بچا کر رکھتے ہوئے کہا کہ یہ اہلسنّت کے فُلاں دارالعلوم کو دینی ہے۔ آپ آدھے گھنٹے کے بعد معلوم کر لیجئے اگر وہ لینے نہ آئیں تو یہ کھال بھی آپ ہی لے لیجئے۔ ایسی صُورت میں کیا کرنا چاہئے؟

جواب: یہ ذِہن میں رہے کہ قربانی کی کھالیں اِکٹھی کرنا دعوتِ اسلامی کا ''مقصد'' نہیں ''ضَرورت'' ہے۔ دعوتِ اسلامی کا ایک مقصد نیکی کی دعوت عام کرنے کی غَرَض سے نفرتیں مٹانا اور مسلمانوں کے دلوں میں مَحَبّتوں کے چَراغ جَلانا بھی ہے۔ تمام سُنّی اِدارے ایک طرح سے دعوتِ اسلامی ہی کے اِدارے ہیں اور دعوتِ اسلامی تمام سُنّی اداروں کی اپنی اپنی اور اپنی سنّتوں بھری تحریک ہے۔ مُمکِنہ صورت میں اچّھی اچّھی نِیتّیں کر کے آپ خود اُس سُنّی دارُالعُلوم کو کھال پہنچا دیجئے۔ اِس طرح اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ مسلمانوں کا دل بھی خوش کرنے کی سعادت حاصل ہوگی۔ تاجدارِ رسالت، شَہَنْشاہِ نُبُوَّت، مصطَفٰے جانِ رَحْمت، شمعِ بزمِ ہدایت، مَحْبوبِ ربُّ الْعِزَّت صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: **''فرائض کے بعد سب اَعمال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کو زیادہ پیارا، مسلمان کادل خوش کرنا ہے۔''** (اَلْمُعْجَمُ الْکَبِیْرج ۱۱ ص ۵۹ حدیث ۱۱۰۷۹)

اپنی قربانی کی کھال بیچ دی تو؟

سُوال: کسی نے اپنی قربانی کی **کھال** بیچ کر رقم حاصل کر لی اب وہ **مسجد میں** دے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: یہاں نیّت کا اعتِبار ہے۔ اگر اپنی **قربانی کی کھال** اپنی ذات کیلئے رقم کے عِوَض بیچی تو یوں بیچنا بھی ناجائز ہے اور یہ رقم اِس شخص کے حق میں **مالِ خَبیث** ہے اور اِس کا صَدَقہ کرنا واجِب ہے لہٰذا کسی شَرْعی فقیر کو دیدے۔ اور توبہ بھی کرے اور اگر کسی کارِ خیر کیلئے مَثَلاً **مسجِد** میں دینے ہی کی نیّت سے بیچی تو بیچنا بھی جائز ہے اور اب **مسجِد** میں دینے میں کوئی حَرَج (بھی) نہیں۔

مَدَنی قافِلے کے اَخراجات کے بارے میں سُوال جواب

سُوال: سات اسلامی بھائی دعوتِ اسلامی کے سُنّتوں کی تربیت کے تین[۳] روزہ **مَدَنی قافِلے** کے مسافِر بنے سب نے اَخراجات کیلئے فی کس **92** روپے جمع کروائے مگر ایک نے **63** روپے پیش کئے اور سب مل جُل کر یکساں طور پر کھانا وغیرہ کھاتے رہے، اِس صورت میں کوئی مسئلہ تو نہیں؟

جواب: اگر مل جُل کر خَرْچ کرنا ہو تو یہ ضَروری ہے کہ سب سے **یکساں رقم** وُصول کی جائے ایسا نہ ہو کہ بعض سے کم لی جائے اور کھانا، پینا اور دیگر سَہولیات برابر برابر دی جائیں کہ اس صورت میں کم رقم جمْع کروانے والے زِیادہ دینے والوں کے حصّے

فرمانِ مُصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم: اُس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذِکر ہو اور وہ مجھ پر دُرُودِ پاک نہ پڑھے۔ (ترمذی)

میں بِلا اجازتِ شرعی شامِل ہو کر گناہ گار رہوں گے۔ **نبیِّ اکرم** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا: ایک مسلمان کا خون، مال اور عزّت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ (مُسلِم ص۱۳۸۶ـ۱۳۸۷ حدیث ۲۵۶٤) مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیہِ رَحمَۃُ الحَنّان اس حدیثِ پاک کے تَحت فرماتے ہیں: یعنی کوئی مسلمان کسی مسلمان کا مال بغیر اس کی اجازت نہ لے، کسی کی آبرو ریزی نہ کرے، کسی مسلمان کو ناحق اور ظُلماً قتل نہ کرے کہ یہ سب سَخت جُرم ہیں۔ (مراۃ ج٦ ص ۵۵۳)

قافِلے میں سب یکساں رقم جَمْع کروائیں

مَدَنی قافِلے میں ہر ایک یکساں رقم جمع کروائے اگر یہ ممکن نہ ہو تو جس کے پاس کم رقم ہو کوئی اسلامی بھائی اُس کی کمی پوری کر دے اگر یہ نہ ہو سکے تو **امیرِ قافِلہ** فَقَط مُبْہَم (یعنی غیر واضح) سا اعلان نہ کرے، بلکہ سب سے فرداً فرداً صَراحۃً (یعنی ایک ایک سے صاف لفظوں میں) اِجازت لے۔ ہاں کم رقم دینے والے کی نشاندہی کر کے اُس کو شرمندہ نہ کیا جائے۔ مَثَلاً **امیرِ قافِلہ** ایک ایک سے کہے: مَثَلاً ہم نے سب سے فی کس **92** روپے لئے ہیں مگر ایک اسلامی بھائی ایسے ہیں جنہوں نے **63** روپے دیئے ہیں، کیا آپ کی طرف سے اجازت ہے کہ وہ بھی کھانے پینے وغیرہ مُعامَلات میں برابر کے شریک رہیں؟ جو جو اجازت دیں گے صِرف ان ہی کی طرف سے اِجازت مانی جائے گی۔ بالْفرض کسی نے اجازت نہ دی تو اُس کا

حساب الگ رکھنا ضَروری ہے۔

رقم یکساں ہو مگر خوراک سب کی یکساں نہیں ہوتی....؟

سُوال: یہ تو بڑا مسئلہ ہو گیا! اگر سب نے برابر برابر رقم جَمع کروائی ہے پھر بھی کسی کی خُوراک کم ہوتی ہے اور کسی کی زِیادہ، اِس کا بھی حل بتا دیجئے۔

جواب: یہ مسئلہ اور ہے، ایسی صورت میں کم زیادہ کھانے میں کوئی حَرَج نہیں۔ چُنانچہ دعوتِ اسلامی کے اِشاعَتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 1196 صَفْحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد 3 صَفْحَہ 381 پر صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''بہت سے لوگوں نے چندہ کر کے کھانے کی چیز تیّار کی اور سب ملکر اُسے کھائیں گے، چندہ سب نے برابر دیا ہے اور کھانا کوئی کم کھائیگا کوئی زیادہ اس میں حَرَج نہیں۔ اِسی طرح مُسافِروں نے اپنے توشے اور کھانے کی چیزیں ایک ساتھ مل کر کھائیں اس میں بھی حَرَج نہیں۔ اگرچہ کوئی کم کھائے گا کوئی زیادہ یا بعض کی چیزیں اچھی ہیں اور بعض کی وَیسی نہیں۔'' (عالمگیری ج ۵ ص ۳٤۱۔۳٤۲)

مَدَنی قافِلہ اور مہمانوں کی خیر خواہی

سُوال: دعوتِ اسلامی کے سُنّتوں کی تربیت کے مَدَنی قافِلوں میں سفر کے دَوران اکثر بعض مقامی اسلامی بھائیوں یا راہ گیروں وغیرہ کو بھی کھانے میں شامل کر لیا جاتا ہے

اِس کی کیا صُورت ہونی چاہئے؟

جواب: امیرِ قافِلہ پہلے دن ابتِداء میں ہی ایک ایک سے اِس کی بھی اجازت لے لے۔ اگر ایک فرد نے بھی اجازت نہ دی تو اُس کا حساب الگ رکھنا ضَروری ہو جائیگا۔

اِختِتامِ قافِلہ پر بچی ہوئی رقم کا مَصْرَف کیا؟

سُوال: مَدَنی قافِلے کے اِختِتام پر اگر مُشترکہ رقم بچ جائے تو اس کے کیا مَصارِف ہیں؟

جواب: امیرِ قافِلہ روز کا روز حساب لکھ لیا کرے صِرْف اپنی یادداشت پر اعتِماد کرنے میں غَلطیوں کا کافی اِمْکان ہے۔ واجِب ہے کہ پائی پائی کا حساب کر کے ہر ایک کو اُس کے حصّے کی رقم لوٹا دی جائے۔ ہاں جو مرضی سے اپنے حصّے کی رقم کسی کارِ خیر میں دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ باہَم مشورہ سے مَثَلاً یہ بھی طے کیا جاسکتا ہے کہ ہم بچی ہوئی رقم اِسی مسجِد کے چندے میں پیش کر دیتے ہیں۔

دوسرے کے خرچ پر سفر کیا، رقم بچ گئی، کیا کرے؟

سُوال: اگر کسی نے دوسرے اسلامی بھائی کی رقم سے مَدَنی قافِلے میں سفر کیا اُس میں سے کچھ رقم بچ گئی تو کیا اپنی مرضی سے اس کو کسی کارِ خیر میں خرچ کر سکتا ہے؟

جواب: نہیں کر سکتا۔ وہ تو اُس رقم میں سے دوسروں کو کِھلا بھی نہیں سکتا۔ نہ مَدَنی قافِلے کے لَوازِمات سے ہٹ کر اِس میں سے کچھ خرچ سکتا ہے۔ جو کچھ رقم بچ گئی وہ دینے والے کو لوٹانی ہو گی ورنہ گُنہگار ہو گا۔ اِس کی صُورت یہی ہے کہ اَخراجات دینے

والے سے صاف صاف لفظوں میں ہر طرح کی اجازت لے لی جائے۔ مَثَلاً اُس سے عرض کی جائے کہ آپ کی رقم میں سے ہوسکتا ہے کہ دیگر اسلامی بھائیوں کو بھی کھانا کھلایا جائے، اِس میں سے نئے اسلامی بھائیوں کو تحفے بھی دیئے جاسکتے ہیں بچ جانے کی صورت میں دعوتِ اسلامی کے چندے میں بھی شامل کرسکتے ہیں۔ لہٰذا برائے کرم! ہر نیک اور جائز کام میں خَرْچ کرنے کی کُلّی اجازت عنایت فرما دیجئے۔ مَدَنی قافِلے میں راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں پلّے سے خرچ کرنے والے کیلئے ثواب بھی زیادہ اور مسائل بھی کم۔ خَرْچ میں مِیانہ روی سے کام لیجئے اور دونوں جہاں کی برکتیں لوٹیئے۔

آدھی زندگی، آدھی عقل اور آدھا علم!

حضرتِ سیِّدُنا عبدُاللّٰہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت کرتے ہیں، تاجدارِ رِسالت، شَہَنْشاہِ نُبُوَّت، پیکرِ جُودوسخاوت، سراپا رَحْمت، مَحْبوبِ رَبُّ الْعِزَّت صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ﴿1﴾ خرچ کرنے میں مِیانہ رَوی آدھی زندَگی ہے اور ﴿2﴾ لوگوں سے مَحَبَّت کرنا آدھی عقل ہے اور ﴿3﴾ اچھا سُوال آدھا عِلْم ہے۔ (شُعَبُ الْاِیْمَان ج۵ ص۲۵۴ حدیث ۶۵۶۸) اس حدیثِ مبارَک کے تینوں حصّوں کی جُدا جُدا شرح کرتے ہوئے مُفَسِّرِ شہیر، حکیمُ الْاُمَّت، حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنّان فرماتے ہیں: سُبْحٰنَ اللہ عجیب فرمانِ عالی ہے!

﴿1﴾ خوش حالی کا دارو مدار ۲ دو چیزوں پر ہے: کمانا، خَرچ کرنا۔ مگران ۲ دونوں میں خرچ کرنا بہُت ہی کمال ہے۔ کمانا سب جانتے ہیں، خرچ کرنا کوئی کوئی جانتا ہے۔ جسے خرچ کرنے کا سلیقہ آگیا وہ اِنْ شَآءَ اللہ ہمیشہ خوش رہے گا ﴿2﴾ عَقل کے سارے کام ایک طرف ہیں اور لوگوں سے مَحَبَّت کر کے انھیں اپنا بنا لینا ایک طرف، لوگوں کی مَحَبَّت سے دینی دُنیاوی ہزاروں کام نکلتے ہیں، لوگوں کے دلوں میں اپنی مَحَبَّت پیدا کرلو پھر (نیکی کی دعوت دیکر) انھیں نَمازی حاجی غازی (جو چاہو) بنا دو۔ مگر خیال رہے کہ لوگوں کی مَحَبَّت حاصِل کرنے کے لیے **اللہ** و **رسول** (عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کو ناراض نہ کرلو بلکہ لوگوں سے مَحَبَّت **اللہ ورسول** (عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی رِضا کے لیے ہونی چاہئے ﴿3﴾ عِلم و تعلیم میں ۲ دو چیزیں ہوتی ہیں، شاگرد کا سُوال اُستاد کا جواب، ان ۲ دونوں سے مل کر عِلم کی تکمیل ہوتی ہے۔ اگر شاگرد سُوال اچّھے کرے گا جواب بھی اچّھے پائے گا۔ (مِراٰۃ ج ۶ ص ۶۳۴۔۶۳۵)

غریبوں کیلئے رقم ملی، مالداروں پر خَرچ کردی، اب کیا کرے؟

سُوال: اگر کسی نے یہ کہہ کر دعوتِ اسلامی کے کسی علاقے کے قافِلہ ذمّہ دار کو کچھ رقم دی کہ غریب اسلامی بھائیوں کو مَدَنی قافِلے میں سفر کروادینا۔ اب ذمّے دار نے غنی (یعنی مالدار) نئے اسلامی بھائیوں کو اِس جذبے کے تَحت اُس رقم سے سنّتوں کی

تربیت کے **مَدَنی قافلے** میں سفر کروا دیا تا کہ وہ **مَدَنی ماحول** سے قریب ہو جائیں۔ ایسی صورت میں کیا حُکمِ شَرْعی ہے؟

جواب: ایسا کرنے والا ''ذِمّے دار'' درحقیقت ''غیر ذِمّے دار'' ہے، اور ایسی غَلَطی کے سبب گُنہگار ہے، اُسے **تاوان** بھی دینا ہو گا اور توبہ بھی واجب۔ ہاں اگر وہ رقم دینے والا چاہے تو مُعاف کر سکتا ہے اگر وہ معاف نہ کرے تو جتنی رقم غَلَط استِعمال کی اُتنی اُس دینے والے ذِمّے دار کو پلّے سے دینی ہو گی یا پلّے سے دی جانے والی رقم نئے سِرے سے خَرْچ کرنے کی اجازت لینی ہو گی۔ جب بھی کوئی ایسے موقع پر غریبوں کی قید لگا کر چندہ پیش کرے تو چندہ قَبول کرنے سے پیشتر اُس کو واضح طور پر ان لفظوں میں کہہ دینا مُفید ہے کہ ''**آپ ''غریبوں'' کی قید ہٹا کر ہر نیک اور جائز کام میں خرچ کرنے کے کُلّی اختِیارات دے دیجئے کہ اِس رقم سے غریب سفر کرے یا مالدار، اِس سے کسی کو پورے اَخْراجات دیں گے تو کسی کی حسبِ ضَرورت کمی پوری کریں گے، نیز اِس سے مسجِد میں آئے ہوئے مہمانوں کی خیر خواہی بھی کی جائے گی وغیرہ۔**'' (یہاں بھی یہ بات ذِہن میں رکھئے کہ چندہ پیش کرنے والا اگر خود اُس رقم کا مالک ہے تب تو اُس کا مذکورہ الفاظ سُن کر ہاں کہنا کار آمد ہو گا اور اگر مالک نہیں مَثَلاً رقم بھجوانے والے کا بیٹا، بھائی یا ملازِم وغیرہ ہے تو اس چندہ لانے والے ''وکیل'' کا ہاں کہنا فُضول ہو گا۔ لٰہذا اصل مالک سے کُلّی اختِیارات لینے

ہوں گے۔ ہاں اگر پہلے ہی سے مالِک نے یہ ساری اجازتیں دیکر وکیل کو بھیجا ہے تو اب وکیل کا اجازت دینا مان لیا جائیگا)

مَدَنی قافِلے کیلئے ملی ہوئی رقم دوسرے دینی کاموں میں ۔۔۔؟

سُوال: مَدَنی قافِلے سفر کروانے کے مَدّ میں ملا ہوا چندہ **دعوتِ اسلامی** کے دیگر مَدَنی کاموں میں خرچ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: نہیں کیا جاسکتا۔ اُس کو الگ رکھنا ہوگا، اگر دیگر مَدَنی کاموں میں خَرْچ کر دیا تو تاوان و توبہ کی ترکیب بنانی ہوگی۔ سَہولت اِسی میں ہے کہ کسی ایک مَدّ میں چندہ لینے کے بجائے دینے والے کی خدمت میں ہمیشہ یہ مُحتاط جملہ ذکر کر دینے کی عادت بنالی جائے: برائے کرم! آپ ہمیں ہر طرح کے نیک اور جائز کام میں خَرْچ کرنے کی اجازت عنایت فرما دیجئے۔

مالداروں کو چندہ سے اجتماع میں لے جانا کیسا؟

سُوال: کسی اسلامی بھائی نے غریب اسلامی بھائیوں کو سالانہ بینَ الْاقوامی سنّتوں بھرے اجتماع (صحرائے مدینہ مدینۃ الاولیاء ملتان شریف) میں لے جانے کیلئے رقم پیش کی مگر ''وکیل'' اُس رقم سے اپنے صاحِبِ حیثیّت دوستوں کو لے گیا۔ اب نادِم ہے، کیا کرے؟

جواب: چندہ جس مَدّ میں دیا جائے اُسی میں استِعمال کرنا واجِب ہے۔ ''وکیل'' نے خِیانت کی۔ اِس کا **تاوان** ادا کرے یعنی جتنی رقم مالداروں پر خرچ کی اُتنی پلّے

سے **چندہ دِہَندہ** (یعنی چندہ دینے والے) کو پیش کر دے اور توبہ بھی کرے۔ یہ **اُصول** ہمیشہ یاد رکھئے کہ **چندہ** دینے والا شَرِیْعت کے دائرے میں رَہ کر جیسا کہے ویسے ہی کرنا ہوتا ہے۔ اب جبکہ اُس نے **غریبوں** کی قید لگا دی تو **غریبوں** ہی کو دینا ہوگا اگر وہ صَراحۃً (یعنی کُھلے لفظوں میں) کہہ دے: ''میری رقم سے فقط **کرایہ** ادا کرنا، تو اُس کی رقم سے صرف **کرایہ** ہی ادا کیا جائے گا، کھا پی نہیں سکتے۔ اگر اس نے کہہ دیا: ''**فُلاں فُلاں کو اِس رقم سے سالانہ اجتماع میں لے جاؤ**'' تو اب اُنہیں کو لے جانا ہوگا کسی اور کو نہیں لے جا سکتے، اگر وہ نہ گئے یا کسی طرح رقم بچ گئی تو وہ رقم واپَس لوٹانی ہوگی، مخصوص علاقے والوں کو لے جانے کی صَراحت کر دی تو دوسرے علاقے والے کو نہیں لے جا سکتے۔ اَلْغَرَض **چندے** میں اپنی طرف سے نہ کسی طرح کا تصرُّف کرے نہ ہی بلا اجازتِ شَرْعی اُس کا ایک لقمہ بھی خود کھائے نہ کسی کو کھلائے ورنہ آخِرت میں پکڑ ہوگی۔

وَقْف کے مال کے غَلَط استِعمال کا عذاب

سُوال: جو مالِ وَقْف کا غَلَط استِعمال کرے اُس کیلئے کوئی وعید سنا دیجئے۔

جواب: دو احادیثِ مبارَکہ مُلاحَظہ فرمائیے: ﴿1﴾ راحتِ قلبِ ناشاد، مَحْبوبِ ربُّ الْعِباد، رسولِ کریم وجَواد صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کا ارشادِ عبرت بُنیاد ہے: ''**کچھ لوگ اللہ** تَعَالٰی **کے مال میں ناحق تصرُّف کرتے ہیں، قِیامت کے دن ان کیلئے جہنَّم**

ہے۔" (بُخاری ج ۲ ص ۳۴۸ حدیث ۳۱۱۸) ﴿2﴾ حُضُور سیِّدِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: کتنے ہی لوگ جو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اور اس کے رسول کے مال میں سے جس چیز کو ان کا دل چاہتا ہے اپنے تصرُّف میں لے آتے ہیں قِیامت کے دن ان کے لیے دوزخ کی آگ ہے۔ (ترمذی ج ٤ ص ١٦٥-١٦٦ حدیث ٢٣٨١)

مَدَنی قافِلہ یا سالانہ اجتماع کیلئے سُوال کرنا کیسا؟

سُوال: مَدَنی قافِلوں میں سفر یا سنّتوں بھرے اجتماع میں شرکت کیلئے کِرائے وغیرہ کا سُوال کرنا کیسا؟

جواب: مَدَنی قافِلے میں سفر یا سالانہ اجتماع میں شرکت کی خاطر اپنی ذات کیلئے کرائے وغیرہ اَخراجات کا سُوال کرنا مسکین کو بھی حلال نہیں کیوں کہ یہ کام ضَروریات میں شامِل نہیں یہاں تک کہ حج و عمرہ اور سفرِ مدینہ کیلئے بھی سُوال کرنا حرام اور جہنَّم میں لے جانے والا کام ہے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رَضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کے فرمان کا خلاصہ ہے: جن کو سُوال کرنا حلال نہیں ایسوں کے سُوال پر ان کا حال جان کر ان کے سوال پر کچھ دینا کوئی کارِ ثواب نہیں بلکہ ناجائز و گناہ اور گناہ میں مدد کرنا ہے۔ (فتاوٰی رضویہ مُخرَّجہ ج ۱۰ ص ۳۰۳ مُلَخَّصاً)

سرکارِ مدینہ، سلطانِ باقرینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ مُعطّر پسینہ

باعثِ نُزولِ سکینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: جو شخص لوگوں سے سُوال کرے حالانکہ نہ اُسے فاقہ پہنچا نہ اتنے بال بچے ہیں جن کی طاقت نہیں رکھتا تو قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اُس کے مُنہ پر گوشت نہ ہوگا۔

(شُعَبُ الْاِیْمَان لِلْبَیْہَقِی ج۳ ص ۲۷۴ حدیث ۳۵۲۶)

صدرُ الْاَفاضِل حضرتِ علّامہ مولانا سیِّد محمد نعیمُ الدّین مُرادآبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الہَادِی نَقْل کرتے ہیں: ''بعض یَمَنی حج کے لئے بے سامانی کے ساتھ روانہ ہوتے تھے اور اپنے آپ کو مُتَوَکِّل کہتے تھے اور مکّۃُ مکرّمہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا پہنچ کر سُوال شُروع کرتے اور کبھی غَصْب و خِیانت کے بھی مُرتکِب ہوتے۔ ان کے حق میں یہ آیتِ مقدّسہ نازِل ہوئی اور حُکْم ہوا توشہ لے کر چلو اَوروں پر بار نہ ڈالو، سُوال نہ کرو کہ بہتر توشہ پرہیز گاری ہے۔'' آیتِ مُقدّسہ یہ ہے:

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی ؗ (پ۲، البقرۃ ۱۹۷)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور توشہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ پرہیز گاری ہے۔

(خزائن العرفان ص۶۷)

اجتِماع کی خُصُوصی ٹرین کیلئے 5 مَدَنی پھول

سُوال: بینَ الْاَقوامی سالانہ سنّتوں بھرے اجتماع میں شہر سے صحرائے مدینہ مدینۃُ الْاولیا ملتان شریف جانے کیلئے مختلف شہروں سے چلائی جانے والی خُصوصی ٹرینوں

فرمانِ مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم: جو لوگ اپنی مجلس سے اللہ کے ذکر اور نبی پر دُرُود شریف پڑھے بغیر اُٹھ گئے تو وہ بدبُودار مُردار سے اُٹھے۔ (شعب الایمان)

کے مُتَعَلِّق شَرعی اَحکام کی روشنی میں ذِمّے دار اسلامی بھائیوں کیلئے کچھ مَدَنی پھول دے دیجئے۔

جواب: ﴿1﴾ جتنی نِشَستیں مخصوص کروا کر ان کے پیسے ادا کئے ہیں ان سے زائد ایک بھی اسلامی بھائی مُفْت مت بٹھائیے ورنہ گنہگار ہوں گے ﴿2﴾ اِنتِظامیہ سے آنے جانے کا جو وَقْت طے کیا ہوا ہے اُس میں آپ کی طرف سے ہرگز کوتاہی نہیں ہونی چاہئے، تاخیر سے نِظام مُتَأَثِّر ہوتا اور مذہبی لوگوں کی بھی بدنامی ہوتی ہے۔ اگر کسی کا اِنتِظار کئے بِغیر طے شُدہ وَقْت پر ٹرین چل پڑی اور بَعْض عادی سُست اَفراد سُوار ہونے سے رَہ گئے تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آئِندہ کیلئے عوام واِنتِظامیہ دونوں میں ذِمّہ دار اسلامی بھائیوں کا اِعْتِماد بحال ہو جائے گا اور ساری ترکیب مدینہ مدینہ ہو جائے گی۔ جی ہاں عوام کا اِعْتِماد بحال کرنا بھی ضَروری ہے کہ اعلان کئے ہوئے وَقْت پر ٹرین چلوانے میں تنظیمی ذِمّہ داران کی طرف سے کوتاہی ہو گی تو جو اعلان پر بھروسہ کر کے وَقْت کے مطابق آئے ہوں گے وہ بدظن ہوں گے، نیز یہ بھی اِمْکان ہے کہ وہ غیبتوں اور بدگُمانیوں کے گناہوں میں پڑیں، آئِندہ آنے ہی سے کترائیں یا خود بھی تاخیر سے آنے کے عادی بن جائیں اور نتیجۃً سنّتوں بھری تحریک، دعوتِ اسلامی کی بدنامی کے اسباب بنیں۔ ہمیشہ ہر مُعامَلے میں وَقْت وُہی دینا چاہئے جس کو نبھانا

ممکن ہو اور پھر اُس کی پابندی کروانے میں جان لڑا دینی چاہیے ﴿3﴾ دورانِ سفر پلیٹ فارم پر نَمازیں پڑھنے میں بھی اتنا زیادہ وَقت نہ لگایئے کہ ٹرین کا عملہ بدظن ہو اور گناہوں بھری، توہین آمیز اور دل آزار بحثیں چھڑیں ﴿4﴾ ٹرین کی چَھت یا فُٹ بورڈ پر ہرگز کوئی سفر نہ کرے کہ قانون شِکنی کے ساتھ ساتھ جان کا بھی خطرہ ہے ﴿5﴾ طویل سفر اور اسلامی بھائیوں کی کثرت کے سبب بے شک صَبْر آزما مراحِل درپیش ہوتے ہوں گے، مگر ہر حال میں ٹرین کے عملے کے ساتھ نرمی نرمی اور صِرْف نرمی سے ترکیب بنایئے ورنہ بداَخْلاقیوں، دل آزاریوں، بدنامیوں اور بدانتِظامیوں کا سلسلہ رہے گا ﴿6﴾ بِالْفرض ٹرین کے عملے نے زِیادَتی کی ہو، تب بھی آپ ہرگز ''اینٹ کا جواب پتَّھر سے'' مت دیجئے کہ نَجاست کو نَجاست سے نہیں پانی سے پاک کیا جاتا ہے۔ صَبْر و تَحَمُّل سے کام لیجئے اور حکمتِ عملی کے ساتھ مسائل کا حل نکالئے۔ بپھر کر گالیاں سنانا، پتَّھر برسانا، توڑ پھوڑ مچانا، حکومتی اِملاک جلانا، گاڑیوں کو آگ لگانا وغیرہ وغیرہ افعال سراسر جہالت، پرلے درجے کی حماقت اور خلافِ شریعت و سنَّت، حرام اور جہنَّم میں لے جانے والے کام ہیں۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فِقہ کا ایک اُصول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اَلْمُنکَرُ لَا یُزَالُ بِمُنکَر یعنی گناہ کا اِزالہ گناہ سے نہیں ہوتا۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۲۳ ص ۲۳۹)

کیا دُنیوی قانون پر عمل کرنا ضَروری ہے؟

سُوال: کیا دُنیوی قانون پر عمل کرنا ضَروری ہے؟

جواب: وہ دُنیوی قانون جو خلافِ شَریعت نہ ہو اُس پر عمل کرنا ضَروری ہے کیوں کہ عمل نہ کرتے ہوئے پکڑے جانے کی صورت میں **ذِلّت** اُٹھانے، **جھوٹ** بولنے یا **رشوت** وغیرہ کے گناہوں میں پڑنے کا اندیشہ ہے۔ میرے **آقا اعلیٰ حضرت**، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فتاوٰی رضویہ جلد 29 صَفْحَہ 93 پر فرماتے ہیں: کسی جُرمِ قانونی کا اِرتِکاب کر کے اپنے آپ کو **ذِلّت** پر پیش کرنا بھی مَنْع ہے حدیث میں ہے: ''جو شخص بغیر کسی مجبوری کے اپنے آپ کو بخوشی ذِلّت پر پیش کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ (اَلْمُعْجَمُ الْاَ وْسَط ج ۱ ص ۱٤٧ حدیث ٤٧١)

ضَمانت ضَبْط کر لینا کیسا؟

سُوال: بس، کوچ یا ویگن بُک کرواتے وَقْت یہ طے کرنا کیسا کہ اگر ہم نے بُکنگ کینسل کروائی تو ہماری پیشگی جَمْع کروائی ہوئی رقم تم ضَبْط کر لینا اور اگر تم نے (یعنی گاڑی والے نے) بکنگ منسوخ کی تو دُگنی رقم واپس دینی ہو گی یعنی جو رقم ہم نے دی تھی وہ بھی اور اُتنی ہی مزید۔

جواب: گاڑی والے کی طرف سے منسوخی کی صورت میں جَمْع کردہ ضَمانت سے دُگنی رقم

نہیں لے سکتے کیوں کہ یہ تعزیز بِالْمال یعنی مالی جُرمانہ ہے اور مالی جُرمانہ ناجائز ہے۔ **فُقَہائے کرام** رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلام فرماتے ہیں: ''مذہب صحیح کے مُطابق مالی جُرمانہ نہیں لیا جاسکتا۔'' (اَلْبَحْرُ الرَّائِق ج ٥ ص ٦٨) گاڑی والے کو بھی چاہئے کہ بطورِ ضَمانت لی ہوئی رقم لوٹا دے، اگر رکھ لے گا گنہگار ہوگا۔

۲ طَرفہ کرائے کی گاڑی کیلئے اِحْتِیاطیں

سُوال: سنّتوں بھرے اجتماع وغیرہ کیلئے بس یا ویگن ۲ طرفہ کرائے پر لینے کی صورت میں واپسی میں دیر ہو جانے پر گاڑی والا ناراض نہ ہو اِس کے لئے کیا کیا احتِیاطیں کرنی چاہئیں؟

جواب: آنے جانے کا وَقْت گھڑی کے مطابِق طے کر لیجئے۔ اور وَقْت وُہی طے کیجئے جس کو آپ نبھا سکیں۔ طے شدہ وَقْت سے تاخیر نہیں ہونی چاہئے ، یہ شکایت فُضول ہے کہ اسلامی بھائی وَقْت پر نہیں پہنچتے! اسلامی بھائیوں کی عادَتیں کس نے خراب کیں؟ کیا یہ معمول کی بسوں اور ٹرینوں میں بھی دیر سے پہنچتے ہوں گے! ہرگز نہیں، وہاں تو شاید وَقْت سے پہلے ہی پُہنچ جاتے ہوں گے! تو آخِر سنّتوں بھرے اجتماع کی بسوں کیلئے ہی تاخیر سے کیوں آتے ہیں؟ بات دراصل یہ ہے کہ بعض نادان ذمّہ داران خود کوتاہیاں کرتے، ''اِس کا اُس کا'' انتِظار کرتے ، کبھی اپنا انتِظار کرواتے ہیں، اِس طرح ''تاخیر'' کا مرض لاگو پڑ جاتا ہے۔ ہونا یہی چاہئے کہ جو

آئے آئے، نہیں آئے نہیں آئے، ذمّہ داران بِغیر کسی کا اِنتِظار کئے بسیں چلوا دیں، ایسا کریں گے تو اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ماتحتوں کا ذِہن خود ہی بن جائے گا۔ ہاں پانچ سات مِنَٹ کی تاخیر جو کہ گاڑی والے نیز وَقْت پر آجانے والے اسلامی بھائیوں پر گِراں نہ ہو تو حَرَج نہیں۔ خُصُوصاً بڑے اجتماعات میں یہ صورت پیش آتی ہے کہ اجتماع کے اِختِتام میں دَیر سَوَیر ہو جاتی پھر واپَسی میں بِھیڑ کی وجہ سے بھی بعض اَوقات بس تک پہنچتے پہنچتے تاخیر ہو جاتی ہے۔ لِہٰذا پہلے ہی سے اندازہ لگا کر ایک آدھ گھنٹہ زِیادہ وَقْت کا طے کر لینا مناسِب ہے۔ مَثَلاً عُموماً 10 بجے اجتماع سے فارِغ ہو جاتے ہیں، تاہم 11 بجے تک کا وَقْت طے کیا جائے اور گاڑی والے سے درخواست کر دی جائے کہ ہو سکتا ہے ہم جلد آ جائیں، اگر مناسِب سمجھیں تو بس چلا دیجئے۔ اور اگر نہ چلانا چاہیں تو کوئی بات نہیں ہم 11 بجے تک اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ انتِظار کر لیں گے۔ اس طرح کی ترکیب بنانے سے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کافی آسانی رہے گی۔

طے شدہ سے زائد سُواری بِٹھانا

سُوال: پوری بس کرائے پر بک کروائی اور طے ہوا کہ 40 سُواریاں بٹھائیں گے۔ مگر روانگی کے وَقْت 41 اسلامی بھائی ہو گئے کیا کریں؟

جواب: صدرُ الشَّریعہ بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ

رَحمۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: اِس باب میں قاعِدۂ کُلِّیّہ (یعنی اُصول) یہ ہے کہ عَقْد (یعنی سودا طے کرنے) کے ذَرِیْعے سے جب کسی خاص مَنْفَعَت کا اِسْتِحقاق (یعنی مخصوص فائدہ حاصِل کرنے کا حق حاصِل) ہو تو وہ (فائدہ) یا اس کی مِثْل (یعنی اُس کے جیسا) یا اُس سے کم دَرَجہ کا (فائدہ) حاصِل کرنا، جائز ہے اور زیادہ حاصِل کرنا جائز نہیں۔ (بہارِ شریعت ج ۳ ص ۱۳۰) اس فِقْہی جُزْئِیّہ (جُز۔ئِی۔یَہ) کی روشنی میں معلوم ہوا کہ طے شدہ یا اِس سے کم سُواریاں بٹھانی جائز اور ایک بھی زائد بٹھانی ناجائز۔ ہاں جہاں یہ عُرف ہو کہ طے شُدہ سُواریوں سے دُو چار زائد ہو جانے پر اعتِراض نہیں ہوتا وہاں 40 کے بجائے 41 بِٹھانے میں حَرَج نہیں۔ ایسے موقع پر آسانی اس میں ہے کہ سُواریوں کی تعداد بتانے کے بجائے پوری گاڑی کی بکنگ کروالی جائے۔ جیسا کہ ہمارے ملک میں بارات وغیرہ کے لئے مکمّل بس کی بکنگ ہوتی ہے اور اس میں سواریوں کی تَحْدِیْد (یعنی تعداد کی حد بندی) نہیں ہوتی۔

ٹرین میں بھی طے شدہ سُواریاں ہی بٹھایئے

سُوال: اگر ٹرین کی پوری بوگی بُک کروالی جائے تو کیا اب ہم اس میں اپنی مرضی سے جتنی چاہیں سُواریاں بٹھا سکتے ہیں؟

جواب: ایک بوگی بُک کروائی ہو یا پوری ٹرین، جتنی سُواریوں کا قانون ہے اور جتنی سُواریوں کا کِرایہ ادا کیا ہے صِرف اُتنی ہی سُواریاں بٹھا سکتے ہیں۔ طے شدہ سے زائد

فرمانِ مُصطفٰی صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ دُرود پڑھا اللہ اس پر دس رحمتیں بھیجتا اور اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھتا ہے۔ (ترمذی)

ایک بھی سُواری مُفت بٹھائیں گے تو گنہگار اور دوزخ کے حقدار ہوں گے۔

کیا سماجی ادارے اپنے عطیّات دینی کاموں میں صَرف کر سکتے ہیں؟

سُوال: سماجی ادارہ کو فلاحی کاموں کے لئے ملے ہوئے عِطیّات دینی کاموں میں استِعمال کئے جا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: سماجی اِداروں کو لوگ فلاحی کاموں کیلئے **چندہ** دیتے ہیں لہٰذا دینے والے کی اجازت کے بِغیر سماجی ادارے والے عَطِیّات یعنی صَدَقاتِ نافِلہ دینی کاموں میں صَرف نہیں کر سکتے۔ مَثَلاً ان کو غریبوں محتاجوں اور یتیموں میں گوشْت بانٹنے کیلئے جو صَدَقے کے بکرے وغیرہ دیئے جاتے ہیں وہ دینی مدارِس میں نہیں دے سکتے۔ اگر دیں گے تو **تاوان** لازِم آئیگا۔

یا ربِّ مصطَفٰے عَزَّوَجَلَّ! ہمیں فَرْض عُلوم سیکھنے کا جَذْبہ عطا فرما۔ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! دین کی خدمت کے لئے بوقتِ ضَرورت بہ نیّتِ سنّت عَین مطابِقِ شرِیعت ہمیں خوب خوب چندہ کرنے اور اسے اس کے سو فیصد دُرُست مَصْرَف میں صَرْف کرنے کی سعادت عنایت کر **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ہمیں بے حساب بخش کر جنّتُ الفِردَوس میں اپنے پیارے مَحْبوب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا پڑوس نصیب فرما۔

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

فرمانِ مُصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم: شب جمعہ اور روزِ جمعہ مجھ پر دُرود کی کثرت کرلیا کرو جو ایسا کریگا قیامت کے دن میں اسکا شفیع و گواہ بنوں گا۔ (شعب الایمان)

ایک چُپ ۱۰۰ سُکھ

غمِ مدینہ، بقیع، مغفرت اور بے حساب جنّتُ الفردوس میں آقا کے پڑوس کا طالب

۷ شعبانُ المعظّم ۱۴۲۹ھ

10-8-2008

ماٰخذ و مراجع

کتاب	مطبوعہ	کتاب	مطبوعہ
قرآنِ پاک	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی	تاریخ بغداد	دارالکتب العلمیۃ بیروت
نور العرفان	پیر بھائی کمپنی مرکز الاولیاء لاہور	شرح الصدور	مرکزِ اہلسنت برکات رضا ہند
خزائن العرفان	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی	اتحاف السادۃ المتقین	دارالکتب العلمیۃ بیروت
بخاری	دارالکتب العلمیۃ بیروت	مرقاۃ المفاتیح	دارالفکر بیروت
مسلم	دار ابن حزم بیروت	اشعۃ اللمعات	کوئٹہ
ترمذی	دارالفکر بیروت	مراٰۃ المناجیح	ضیاء القرآن پبلی کیشنز مرکز الاولیاء لاہور
ابوداؤد	داراحیاء التراث العربی بیروت	بحرالرائق	کوئٹہ
ابن ماجہ	دارالمعرفۃ بیروت	درمختار وردالمحتار	دارالمعرفۃ بیروت
شعب الایمان	دارالکتب العلمیۃ بیروت	عالمگیری	دارالفکر بیروت
معجم اوسط	دارالکتب العلمیۃ بیروت	غمز عیون البصائر	باب المدینہ کراچی
معجم کبیر	داراحیاء التراث العربی بیروت	فتاوٰی رضویہ	رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیاء لاہور
حلیۃ الاولیاء	دارالکتب العلمیۃ بیروت	فتاوٰی امجدیہ	مکتبہ رضویہ باب المدینہ کراچی
جامع صغیر	دارالکتب العلمیۃ بیروت	بہارِ شریعت	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
ابن عساکر	دارالفکر بیروت	☆☆☆	☆☆☆

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسُنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جمعرات مغرب کی نماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے، عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سُنّتوں کی تربیت کے لیے سفر اور روزانہ "فکرِ مدینہ" کے ذریعے مَدَنی اِنعامات کا رسالہ پُر کر کے اپنے یہاں کے ذِمّہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی بَرَکت سے پابندِ سُنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لیے کُڑھنے کا ذِہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذِہن بنائے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کے لیے **"مَدَنی اِنعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی قافلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- کراچی: شہید مسجد، کھارادر۔ فون: 021-32203311
- لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ۔ فون: 042-37311679
- سردارآباد (فیصل آباد): امین پور بازار۔ فون: 041-2632625
- کشمیر: چوک شہیداں، میرپور۔ فون: 058274-37212
- حیدرآباد: فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن۔ فون: 022-2620122
- ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ۔ فون: 061-4511192
- اوکاڑہ: کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال۔ فون: 044-2550767
- راولپنڈی: فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ۔ فون: 051-5553765
- پشاور: فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور اسٹریٹ، صدر۔
- خان پور: دُرانی چوک، نہر کنارہ۔ فون: 068-5571686
- نواب شاہ: چکرا بازار، نزد MCB۔ فون: 0244-4362145
- سکھر: فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ۔ فون: 071-5619195
- گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ۔ فون: 055-4225653
- گلزارِ طیبہ (سرگودھا): فیضانِ مدینہ۔ فون: 048-6007128

مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی)

فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، بابُ المدینہ (کراچی)

فون: 021-34921389-93 Ext: 1284

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net